عمرہ بخاری

شادی کی ڈیٹ فکس ہوتے ہی اس نے سب سے پہلا فون انجی کو کیا تھا۔

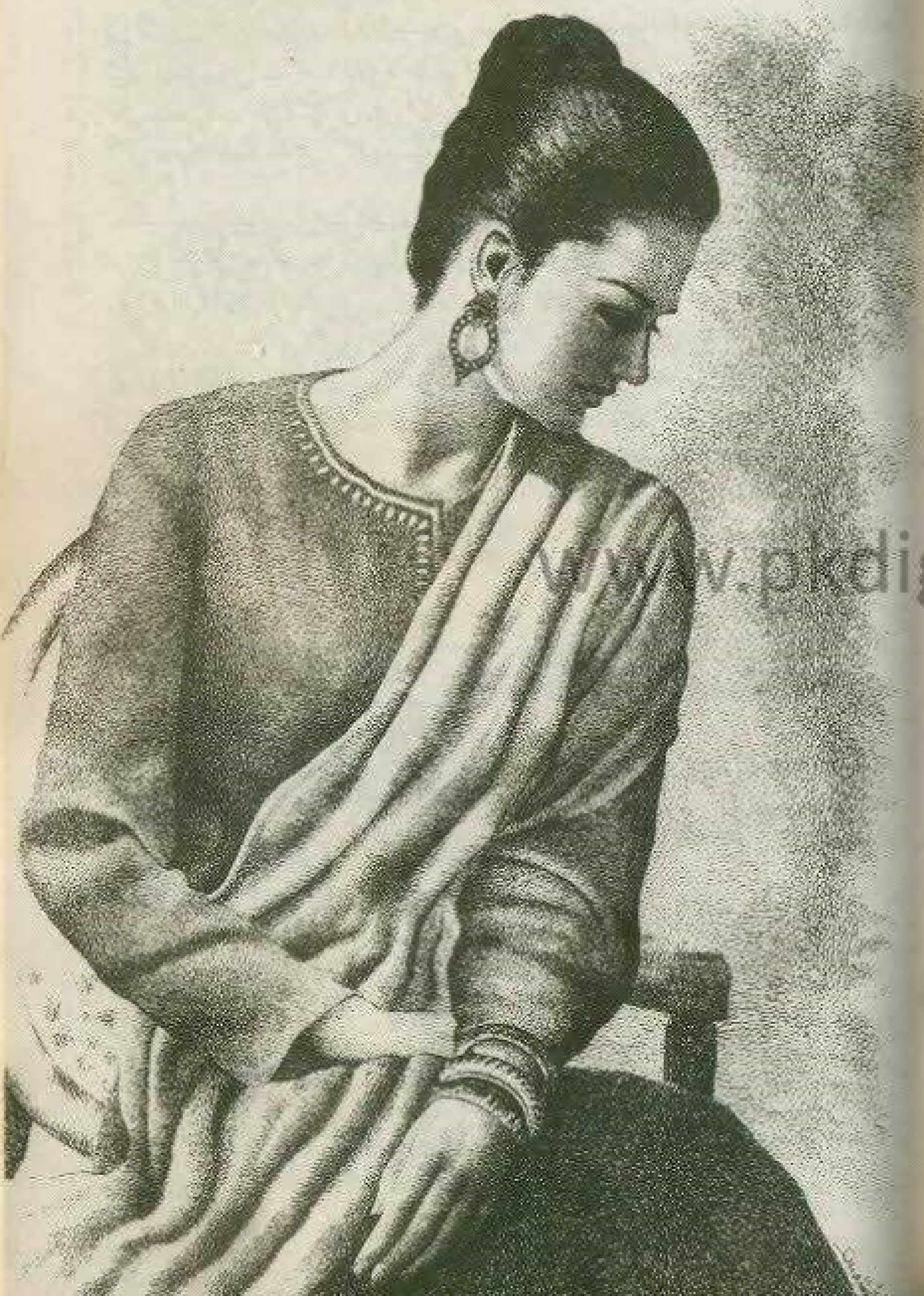
”بہت مبارک ہو بھئی۔ اب تو تم بھی میرے شہر آجاؤ گی اور مزے کی بات یہ ہے کہ تم جوہر ٹاؤن میں اور میں ٹاؤن شپ میں یعنی بالکل قریب قریب ورنہ لاہور جیسا شہر اتنا پھیلا ہوا جیسے شیطان کی آنت ایک شہر میں رہنے کے باوجود ملنا مشکل ہو جاتا ہے۔“

”یہ ہماری سچی لگن تھی انجی! جو ہمیں ایک بار پھر قریب لے آئی ہے۔“ شفق نے اک جذب کے عالم میں کہا تھا۔

”تو اور کیا ایک سال ہونے والا ہے ہمیں ملے ہوئے ورنہ کمال وہ وقت تھا۔ ہم دن میں دو تین بار

مکمل ناول





کرتے تھے۔" انجی نے بھی آہ بھر کر گزرے وقت کو یاد کیا۔

"انجی! میں سوچتی ہوں کہیں مجھے بھی شادی کے بعد تمہارے جیسی سسرال اور شوہر نہ مل جائیں جو میکے آنے ہی نہ دیں اب دیکھو نا شادی کا تمہارا یہ تیسرا سال ہے۔ پہلے دو سال تو میکے آتی رہیں مگر اب وہ اپنا اصل روپ دکھانے لگے ہیں تمہیں۔ میکے بھیجتے ہی نہیں۔"

"بس شوہر تو ایسے ہی ہوتے ہیں لیکن میرے ساتھ اس سال کچھ مجبوریاں بھی رہیں۔ پہلے ساس بہت بیمار رہیں پھر ان کا انتقال ہو گیا جس کی وجہ سے اظہر بہت اپ سیٹ رہے، بچے بھی دادی کی کمی محسوس کرتے تھے۔ بڑی مشکل سے دوبارہ سب معمول پر آیا۔ اب تو میری حالت ہی دوسری ہے۔ ڈاکٹر نے سفر سے منع کر رکھا ہے۔"

"کیا؟" وہ زور سے چلائی۔ "ڈاکٹر نے تمہیں سفر سے منع کر رکھا ہے یعنی تم میری شادی پر نہیں آسکو گی؟"

"نہیں شفق! مگر تم اداس نہ ہو میں ادھر لاہور میں تو تمہارے ولیمہ کے فنکشن کو اٹینڈ کرلوں گی۔"

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ تمہارے ساتھ ایسی پرابلم تھی تو میں ڈیٹ آگے بڑھوالیتی، خیر اب بھی کچھ نہیں بگڑا۔ تم مجھے بتاؤ۔ کب تک فارغ ہو جاؤ گی۔ میں امی سے بات کرتی ہوں۔ تم میری شادی میں شریک نہ ہو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے انجی!"

"پاگل مت بنو شفق! آنٹی اتنی سی بات پر کبھی ڈیٹ تبدیل نہیں کریں گی۔"

"میں ضد کروں گی بھلا تمہارے بغیر خاک مزہ آئے گا انجی میری سب سے بہترین دوست ہی شادی میں شریک نہ ہو ایسا تو میں سوچ بھی نہیں سکتی۔"

"میں تمہاری محبت کو سمجھتی ہوں شفق! مگر تم بہت [illegible]، اصل میں ابھی عملی زندگی میں قدم نہیں رکھا اس لیے ایسی نزاکتوں کو نہیں سمجھ رہیں مجھے بھی تمہاری شادی اٹینڈ نہ کر سکنے کا افسوس ہے مگر کر تو رہی ہوں۔ ولیمہ کے فنکشن میں بھرپور شرکت کروں گی۔"

"ولیمہ کے فنکشن میں بھرپور شرکت کا بھلا کیا سوال! نہ مایوں نہ مہندی نہ ہی بارات ساری رونق تو انہی دنوں میں ہوتی ہے اور وہ آخری دن تو بس سب کھانا کھاتے ہیں اور اپنی اپنی راہ لیتے ہیں جس میں کچھ نہیں جانتی امی سے بات تو ضرور کروں گی۔"

جس وقت وہ اپنی والدہ کے کمرے میں آئی۔ بھابھی بھی یہیں موجود تھیں اور امی سے کسی بات پر مشورہ چاہ رہی تھیں۔

"امی! پہلے میری بات تو سن لیں۔"

"کتنی بار کہا ہے شفق! جب بڑے بات کر رہے ہوں۔ درمیان میں مت بولا کرو۔ اب تو تمہاری شادی ہونے والی ہے تم چھوٹی چھوٹی باتوں کا خود خیال کیا کرو۔" امی نے اچھا خاصا ڈانٹ دیا۔

"یہی تو میں کہنے والی ہوں۔ مجھے ابھی شادی نہیں کرنا۔ آپ [illegible]"

"ہیں ہائیں! دماغ تو خراب نہیں ہو گیا تمہارا۔" امی تو اپنی جگہ سے اچھل ہی پڑیں مارے حیرت کے بھائی کا منہ بھی کھل گیا۔

"وہ ابھی میں نے انجی کو فون کیا تھا۔ ان دنوں ڈاکٹر نے اسے سفر سے منع کیا ہے۔ وہ شریک نہیں ہو سکے گی۔ میری اتنی پیاری اکلوتی دوست اس کے بغیر میں شادی کروالوں۔ اتنی بے وفا نہیں ہوں۔"

"دیکھو ذرا اس لڑکی کو۔ پتا نہیں کب اسے عقل آئے گی۔ ارے یہ کہاں لکھا ہے کہ سہیلی شامل نہ ہو تو نکاح نہیں ہو سکتا۔"

"بس امی! میں نے کہہ دیا ہے۔ جب تک انجی کو سفر کی اجازت نہیں مل جاتی۔ میں شادی نہیں کروں گی۔" بڑے آرام سے فیصلہ سنایا تھا۔

"یہ بات کرو ذرا اپنے ابا اور بھائی کے سامنے اچھی طرح بتائیں گے وہ تمہیں۔ غضب خدا کا سارے

خاندان میں بات پھیل چکی ادھر لڑکے کے بھائی نے شادی میں شرکت کے لیے دو ہی اپنے آفس میں چھٹی کی درخواست بھی دے دی اور ادھر دلہن صاحبہ اس لیے ڈیٹ تبدیل کروانا چاہ رہی ہیں کہ وہ انجی صاحبہ تشریف نہیں لا سکتیں۔"

"آپ کو تو شروع سے ہی میری دوست سخت ناپسند ہے۔"

"اس میں پسند کرنے والی بات ہی کون سی ہے؟" بھالی نے ناک چڑھا کر اپنی ناپسندیدگی کا بھی اظہار کیا۔

"ہاں آپ کی اور امی کی رائے ہمیشہ اس کے لیے ایسی ہی رہی ہے اور کیوں نہ ہو" آخر آپ امی کی بھتیجی جو ہو میں اور وہ بھابی وہ بھی آپ دونوں کی ہی سگی ہیں۔ اکلوتی بہن کو بھی کسی قابل نہیں سمجھا۔"

وہ روہانسی ہو رہی تھی اور اس کی باتیں امی کا پارہ مزید چڑھا رہی تھیں۔

"سنو' سنو ذرا اس کی باتیں۔ کل کو شادی ہونا ہے وہاں کی اور جائے اپنی غلطی ماننے کے، ہم سب کو غلط قرار دے رہی ہے۔ بتاؤ تمہاری ساس سے کیا کہوں۔ ہم شادی کی ڈیٹ کس لیے آگے بڑھوا رہے ہیں۔ تمہارے ابا اور بھائی سے کیا کہوں۔ رشتہ داروں سے کون سا بہانہ بناؤں اور انجی کم بخت! شکر کیا تھا چار سال پہلے جب اس کی شادی ہوئی تھی کہ چلو اب تمہارے سر سے اس کا بھوت اتر جائے گا۔ کیا معلوم تھا تمہارا بیاہ بھی اسی شہر ہو جائے گا۔"

"آپ لوگوں کو ہمیشہ اس بے چاری سے خدا واسطے کا بیر رہا ہے حالانکہ وہ میرے ساتھ کتنی مخلص ہے اور بھیا کی شادی پر اس نے ہم سب کا کتنا ساتھ دیا تھا۔ کیسی رونق لگائی تھی۔ باجی کو تو ان دنوں بخار آ رہا تھا۔ بستر سے اٹھنا تک محال تھا۔ یہ انجی ہی تھی جو میرے ساتھ ساتھ تھی۔"

اس کی بات پر بھالی کو بھی وہ سب یاد آ رہا تھا جو وہ بھولی بھی نہیں تھیں۔ انجی کے قہقہے' ہنسی مذاق' وہاب سے حد سے بڑھی ہوئی بے تکلفی اور خود دلہن بنی بھالی پر بظاہر بے ضرر سے اعتراضات بھالی کو شادی کے دوسرے روز ہی اس لڑکی سے بے زاری ہونے لگی تھی جو بڑھنے میں آ رہا تھا۔ ایک ہفتے سے ادھر ڈیرا ڈالے ہوئے تھی اور اس کی چھوٹی نند شفق کی تو گویا اس میں جان تھی۔ ہاں اپنی پھوپھو یعنی ساس اور بڑی نند کی آنکھوں میں انہیں انجی کے لیے محبت یا اپنائیت کا کوئی رنگ دکھائی نہیں دیا۔ بڑی نند تو شادی کے چوتھے روز اپنے گھر اسلام آباد چلی گئی اب گھر میں شفق' پھپھو اور پھپھا جان ہوتے تھے یا پھر یہ دونوں نئے نویلے تو دلہا دلہن تھے اور وہ دیکھ رہی تھی انجی صرف شفق کی ہی دوست نہیں اس کے میاں وہاب سے بھی بہت بے تکلف ہے' اور وہاب بھی اس کے رکھ رکھاؤ اور ذہانت کے معترف ہیں وہ اکثر ارم کو مشورہ دیتی۔

"ارے بھابی! آپ نے اس سوٹ کے ساتھ وہ پرل کا سیٹ پہننا تھا ناں۔ کچی لگتا خوب صورت لگتا۔" یا پھر۔

"آپ یہ نہیں وہ والی ساڑھی پہنیے' دیکھیے گا میاں جی کتنی تعریف کریں گے پھر آپ میرا شکریہ ادا کرنا نہ بھولیے گا۔"

اور یہ سارے مشورے وہ وہاب کی موجودگی میں دیتی اور ارم کو غصہ اس پر آتا کہ وہاب بھی اس کی ہاں میں ہاں ملا دیتے تھے۔

ارم نے محسوس کیا کہ اسے خود کو نمایاں کرنے اور دوسروں کو کم تر ثابت کرنے میں مزہ آتا ہے شادی پر شفق نے جتنے بھی کپڑے بنائے تھے' وہ سب انجی کے مشوروں اور اس کی پسند سے بنوائے گئے تھے' بری میں بھی مرضی اس کی چلتی جو ارم کی بڑی نند اور دوست صائقہ ساری تیاری پنڈی اسلام آباد سے نہ کر لیتیں۔ صائقہ اور ارم ہم عمر تھیں پھر آپس میں رشتہ داری بھی تھی تو ایک دوسرے کے ہاں پہلے سے آنے جانے کی وجہ سے وہ ارم کی پسند سے اچھی طرح واقف تھی۔ اسی لیے بری اس نے بنوائی تھی۔

انجی شفق سے پورے چھ سال بڑی تقریباً ارم ہی کی ہم عمر تھی اور ارم کو ان دونوں کی دوستی پر حیرت تھی

اور اس کا اظہار اس نے پھپھو کے سامنے بھی کر دیا تھا۔

"ا ے یہ شفق ہے ہی بے وقوف۔ تمہیں پتہ ہی ہے۔ صائقہ کی شادی ہم نے بہت جلدی کر دی تھی۔ شفق چھوٹی تھی۔ بہن کی کمی بہت محسوس کرتی تھی یہ انجی لوگ انہی دنوں ہمارے محلے میں شفٹ ہوئے تھے۔ بھائی کوئی نہیں۔ یہ پانچ بہنیں ہیں۔ شفق پہلے تو اس کی سب سے چھوٹی بہن کی دوست بنی تھی۔ وہ شفق کے ہی اسکول میں پڑھتی تھی۔ اسی کے لیے یہ ان لوگوں کے گھر جاتی تھی اور پتہ نہیں پھر کس طرح اس کی دوستی انجی سے ہو گئی اور یہ دوستی اتنی بڑھی کہ اب تو مجھے اس کی فضول کی محبت پر بے زاری ہونے لگتی ہے۔ میں تو اسی لیے ان کے ہاں جانے سے منع نہیں کرتی تھی کہ گھر میں کوئی لڑکا تو ہے نہیں۔ لڑکیوں والا ہی گھر ہے ادھر گھر میں اس کا جی نہیں لگتا تو ادھر چلی جاتی ہے مگر یہ پتہ نہیں تھا یہ تو انجی کو جان کا روگ بنا لے گی۔ دن میں کئی کئی چکر اس کے گھر کے لگتے ہیں اور وہ بھی نہ دن دیکھتی ہے نہ رات جب جی چاہتا ہے منہ اٹھائے چلی آتی ہے اب دو ماہ سے گھر کر شفق پر تو میں نے کچھ سختی کروائی ہے کہ ان کے گھر کا ماحول اب پہلے کا سا نہیں رہا۔ بڑی بہن نے پی آئی اے میں ایئر ہوسٹس کی جاب کر لی ہے۔ دوسری کسی آفس میں لگ گئی ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں بہت ماڈرن دکھائی دینے لگی ہیں۔ یہ انجی پہلے بالکل سادہ سی ہوتی تھی مگر بہنوں کی دیکھا دیکھی اس کے بھی رنگ ڈھنگ بدل رہے ہیں اور شفق اس کا بہت اثر لیتی ہے۔ بس اسی لیے اب میں کچھ ڈری گئی ہوں۔"

اور آنے والے دنوں میں ارم نے دیکھا۔ پھپھو کا ڈر بے جا نہیں انجی واقعی بڑی آزاد سی لڑکی تھی اور شفق کو اپنے ساتھ ساتھ لگائے رکھتی تھی۔ ہاں ارم نے جو رویہ اس کے ساتھ اپنایا۔ اس کے بعد اس نے ارم کے ساتھ زیادہ بے تکلف ہونے کی کوشش نہیں کی۔

ارم کی شادی کے دو ماہ بعد ہی انجی کی دوسرے نمبر والی بہن کی بھی اچانک شادی ٹھہر گئی اور شفق نے گھر کے کام تو کروائے بازاروں کے بھی اس کے ساتھ خوب چکر لگائے یہاں تک کہ مہندی کے روز اسے تھکن سے بخار ہو گیا مگر انجی پھر بھی اسے اپنے ساتھ گھسیٹتی رہی۔

پھر ارم کی شادی کے ایک سال بعد جب انجی کی بات لاہور ٹھہر گئی تو ارم اور پھپھو دونوں نے خدا کا شکر ادا کیا کہ اب تو شفق کی عقل بالکل سلب ہو چکی تھی وہ صرف انجی کے اشاروں پر ہی چلا کرتی تھی۔ شادی میں شفق نے کام بھی خوب کیا اور بار بار اس کے گلے لگ کے روئی بھی بہت اور جب انجی کے دولہا کو شادی کے روز دیکھا تو دل دھک سے رہ گیا۔ کتنا سنجیدہ سا ہے۔ انجی بے چاری کیسے گزارہ کرے گی؟ سب لوگ اس کے دولہا کو سراہ رہے تھے۔ کچھ تو زبان میں کہہ رہے تھے۔

"انجی ایسے اچھے لڑکے کے قابل نہیں۔" لیکن شفق دوسرے انداز [illegible] رہی۔

اور شادی کے تیسرے روز جب شفق اس کی جدائی میں رو رو کر پاگل ہو رہی تھی وہ ہنستی مسکراتی خوشبوؤں میں بسی اپنے دولہا کے ساتھ میکے آئی تھی۔ شفق کو اس کی آمد کی اطلاع ملی تو اڑ کر اس کے گھر پہنچی اور بے ساختہ اس کے گلے لگ گئی۔

"ہائے شفو! کیا حال بنا لیا ہے میرے بغیر۔" انجی ہنسی پھر اپنے میاں سے بولی۔

"یہی وہ شفق ہے۔ جس کے بارے میں میں نے بتایا تھا۔ میری محبت میں پاگل ہے۔"

"اچھا اچھا!" اس کے میاں نے دلچسپی سے دیکھا اور پھر بولا۔

"یہ بہت چھوٹی سی معصوم سی لڑکی ہے۔"

پتہ نہیں کیوں انجی کو پیاری سہیلی کے بارے میں میاں کی رائے کچھ پسند نہیں آئی بولی۔

"نہیں اتنی بھی چھوٹی نہیں۔ بس قد میں مجھ سے

چھوٹی ہے اور کچھ ہے یہ احمق سی اسی لیے ایسی لگتی ہے۔"

شفق نے انجی کی بات پر کچھ زیادہ غور نہیں کیا۔ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ وہ چاہ رہی تھی جادو کے زور سے اس کے میاں کو تو کہیں غائب کر دے پھر وہ ہو اور انجی ہو اور وہ اسے بتائے کہ اس کے بغیر یہ تین دن شفق نے کیسے گزارے ہیں۔ مگر انجی کہہ رہی تھی۔

"شفو! اس وقت تم اپنے گھر جاؤ۔ میں خود تم سے ملنے آجاؤں گی۔"

"ہاں ابھی یہ دونوں ذرا گھومنے پھرنے جا رہے تھے۔ انجی اظہر بھائی کو اپنا شہر بھی دکھانا چاہتی ہے نا!" انجی کی چھوٹی بہن نے بتایا۔

"میں بھی چلوں؟" وہ پرجوش ہوئی کہ انجی اس کے بغیر کہاں جایا کرتی تھی۔

"نہیں۔ وہ میں اظہر کے ساتھ جا رہی ہوں نا۔ سمجھا کرو۔" اس نے میاں کو دیکھا پھر شفق کے کان کے قریب جھک کر بولی۔

"میں آؤں گی تمہاری طرف۔ بہت سی باتیں بتانا ہیں' بے چین ہوں تم سے ملنے کو۔ ابھی تم جاؤ۔"

اس کے انداز پر شفق مسکرائی اک فخر سا محسوس ہوا اکلوتی سہیلی پر' بات مجھ سے ہی تو شیئر کرے گی اور گھر آگئی۔

"بڑی جلدی واپسی ہو گئی؟" ارم سامنے ہی بیٹھی میگزین دیکھ رہی تھی اتنی جلدی اس کی واپسی پر حیرت ہوئی۔

"انجی اپنے میاں کے ساتھ کہیں جا رہی تھی کہہ رہی تھی شام کو آؤں گی تمہاری طرف۔ بہت سی باتیں بھی تو بتانی ہیں۔" شفق نے انجی کے انداز میں ہی بھابھی کے سامنے دہرا کر انہیں چونکا دیا۔ شفق ان دنوں تھرڈ ایئر میں تھی۔ معصوم سادہ سی لڑکی جو انجی کی آنکھوں سے دیکھتی اس کے دماغ سے سوچتی آئی تھی مگر اب انجی بیاہتا تھی نئی نئی دلہن جس نے اپنے تجربات مزے لے لے کر کسی سے بیان کرنے تھے۔

"نہیں' ایسا نہیں ہونا چاہیے۔" ارم نے سوچا اور ایک لمحے میں فیصلہ بھی کر لیا۔

پھر جب انجی ان کے ہاں آئی تو اس نے دونوں کو اکیلے بیٹھنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ اس پر دونوں ہی جز بز ہو رہی تھیں یہاں تک کہ جب انجی نے شفق سے کہا۔

"آؤ تمہارے کمرے میں چل کر بیٹھتے ہیں۔" تب بھی ارم ان کے ساتھ کمرے میں چلی آئی' بد مزہ ہو کر انجی جلد ہی اجازت لے کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

"کھانے پر روک لیتیں۔" اس کے جانے کے بعد پھپھو نے کہا تھا۔

تب اس نے آہستہ آہستہ سب کچھ پھپھو کے سامنے کہہ ڈالا واقعی۔ انجی سے ایسی نزاکتوں کے احساس کا خیال ہی فضول تھا۔ ارم نے بڑی عقل مندی کا ثبوت دیا تھا۔

"اب وہ آئے گی تو آپ اسے صاف لفظوں میں سمجھا دیجیے گا۔"

"تم ٹھیک کہہ رہی ہو بیٹا! میں ضرور اس سے بات کر لوں گی۔"

پھر دوبارہ انجی ان کے ہاں تب آئی جب شفق کے بے حد اصرار پر امی کو اسے اور اس کے میاں کو کھانے پر بلانا پڑا۔ میاں کے سامنے وہ پٹر پٹر سب سے بولنے والی بڑھ بڑھ کر مشورے دینے والی انجی خاصی سنبھل کر بیٹھی رہی۔ اگلے روز ہی ان کی واپسی ہو گئی اور شفق نے ایک بار پھر اسے آنسوؤں کی دھند میں رخصت کیا۔

اس کے بعد انجی شادی کے تین ماہ بعد آئی' وہ دوسرے جی سے تھی اور حال سے بے حال ہو رہی تھی۔ اس کا کسی سے بات کرنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔

ان دنوں ارم کا چھوٹو بیمار ہوا تو اس نے شفق کو اپنے پاس اسلام آباد بلوا لیا کہ چھوٹے سے بیمار بچے کے ساتھ گھر بار دیکھنا اس کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔

گزرے تین سالوں میں وہ بہت کم رابطے میں رہیں مگر شفق ان لوگوں میں سے تھی جو محبت کرتے ہیں تو آخری سانس تک نبھاتے ہیں۔ وہ کبھی بھی انجی کو بھلا نہیں سکی اور شہریار کا رشتہ آنے پر جب اسے پتہ چلا یہ لوگ لاہور سے آئے ہیں تو وہ چونک گئی اور پھر اس نے اس رشتے کے حق میں کتنی ہی دعائیں کر ڈالیں صرف اس لیے کہ یہ رشتہ سیلی کے شہر سے آیا تھا وہ اسی شہر چلی جاتی تو ایک بار پھر ملنے کی امید پیدا ہو جاتی۔

امی ابا بھیا ارم بھابی سب ہی کو یہ رشتہ پسند آیا تھا۔ مختصر فیملی تھی۔ شہریار اس کی والدہ اور بڑا بھائی جو سعودیہ میں مقیم تھا پھر شہریار کی جاب بھی اچھی تھی اور بھیا بتاتے تھے وہ ہنس مکھ اور خوش اخلاق لڑکا ہے۔

"ہماری شفق ابھی لاابالی مزاج کی مالک ہے۔ اس کے لیے ایسا ہی شوہر مناسب رہے گا جو خوش مزاج اور باتوں کو نظر انداز کر دینے والے مزاج کا مالک ہو۔"

"مجھے تو شہریار کی والدہ بہت اچھی لگی ہیں۔ نرم لہجے میں بات کرتی ہیں۔ پڑھی لکھی اور روشن خیال ہیں۔" یہ رائے ارم نے دی تھی۔

"ہاں واقعی بے حد معقول خاتون ہیں۔" امی بہو کے خیالات سے متفق تھیں وہ چپ چاپ سب سنے جاتی۔

پھر زیادہ دن نہیں گزرے رشتے کے لیے ہاں کر دی گئی۔ اس نے سب سے پہلے انجی کو فون کیا اور آج پہلی مرتبہ ایسا ہوا کہ فون اظہر نے اٹھایا۔

"مجھے انجی سے بات کرنا ہے۔" سلام دعا کے بعد اس نے کہا تھا۔

"انجی آپ کا مطلب انجم صاحبہ!" بڑی سنجیدگی سے وضاحت چاہی گئی۔

"اف کتنی روکھی پھیکی بات کرتا ہے یہ شخص حالانکہ میں نے بتایا بھی ہے شفق بات کر رہی ہوں۔ یقیناً جانتا ہے شفق ان کی بیگم انجم صاحبہ کی قریبی دوست ہے مگر مجال ہے جو حال احوال ہی پوچھ لیں۔" انجی لائن پر آچکی تھی۔ اس نے جوش کے عالم میں تازہ خبر سنائی ساتھ ہی اس کے میاں کی شکایت بھی لگا دی۔

"ارے یہ شوہر لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اب تو تم خود خیر سے بیگم بننے جا رہی ہو لگ پتہ جائے گا۔"

"اللہ نہ کرے، جو وہ ایسے روکھے سڑے مزاج کے مالک ہوں۔"

"بس شفو! یہ تو مقدروں کے کھیل ہیں ورنہ تمہیں پتہ ہے۔ میں کتنی زندہ دل ہنسوڑ سیر سپاٹے کی شوقین ہوا کرتی تھی جب تک سارے بازار کا راؤنڈ نہ لگا لوں۔ بالوں کا کلپ تک نہیں خریدتی تھی اب یہ حال ہے۔ ایک اسٹور پہ لے جا کر کھڑا کر دیتے ہیں اور آرڈر ہوتا ہے۔ آدھے گھنٹے میں شاپنگ مکمل کر کے آؤ۔ میں ادھر بچے کے پاس گاڑی میں بیٹھا ہوں۔"

"ہائے پھر تم کیا کرتی ہو؟" اسے بھی انجی کی عادت کا پتہ تھا۔ اس ظلم پر پریشان ہو کر چلا اٹھی۔

"ماننا ہی پڑتی ہے۔" انجی نے آہ بھری۔

"اتنی فرمانبردار ہو گئی ہو!"

"ارے [illegible] بات نہیں ان کے ساتھ تو مہینے میں ایک بار ہی جانا ہوتا ہے۔ ویسے اکیلی تو میں ہفتے میں دس چکر بازار کے لگاتی ہوں۔" انجی نے قہقہہ لگایا اس کی بھی جان میں جان آئی۔

"انجم! میں چائے کا انتظار کر رہا ہوں۔" وہ اظہر کی آواز سیل پر بخوبی سن رہی تھی۔

"چائے ہی ہے نا کوئی دوا تو نہیں کہ ٹائم آگے پیچھے ہو گیا تو جان کے لالے پڑ جائیں گے۔ بنا رہی ہوں۔" انجی نے زمانے بھر کی بے زاری لہجے میں سمو کر میاں جی کو جواب دیا پھر بولی۔

"اچھا شفو! جی تو نہیں چاہ رہا مگر یہ ازدواجی زندگی کے مسئلے۔ جب تک چائے نہیں حلق سے اترے گی انہیں سکون کہاں آئے گا۔ بند کرتی ہوں پھر فرصت سے بات کریں گے۔"

"بے چاری انجی یہ اظہر تو پہلے دن سے ہی سب کو اکھڑ اور خشک مزاج لگا تھا۔ شکر ہے بھابی بتا رہی ہیں۔

شہریار بہت خوش اخلاق ہے۔" مگر شہریار کے با اخلاق ہونے کی اتنی خوشی نہیں تھی جتنا اظہر کی بد اخلاقی پر رنج تھا۔ وہ رات جب تک سو نہیں گئی۔ انجی کی ویران ناکام ازدواجی زندگی کے بارے میں سوچتی رہی۔



اس کی بات پکی ہوئی تو کچھ ہی دنوں کے بعد شادی کی ڈیٹ کا تقاضا بھی ہونے لگا۔ اصل میں شہریار کی والدہ کو اپنے بڑے بیٹے کے پاس جانا تھا۔ ان کا ارادہ تقریباً چھ ماہ وہیں رہنے کا تھا اور جانے سے پہلے وہ شہریار کا گھر بسانا چاہتی تھیں۔

امی ابا نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اس روز وہ بھابی اور امی سے اِدھر اُدھر کی بہت سی باتیں بڑی اپنائیت اور بے تکلفی سے کرتی رہیں۔ انہوں نے بھابی کو شہریار کی پسند ناپسند کے بارے میں بتایا اور بری کے لیے شفق کی رائے معلوم کرنا چاہی۔

"آنٹی آپ جو بھی بنائیں گی۔ ہمیں پسند ہو گا۔"

اور [illegible] جو بھی [illegible] کا کچھ اتا پتا نہیں پہلے امی کی رائے لی جاتی تھی۔ اب وہ بھابی کے ساتھ جا کر انہی کے مشورے سے خریداری کیا کرتی تھی۔

"ابھی بھی کیا جلدی ہے۔" ان کے جانے کے بعد شفق نے اعتراض کیا۔

"تمہیں اپنے گھر جانا ہے بیٹا! جتنی جلدی ہو جائے اچھا ہے۔"

"اچھا تو پھر میں ریڈ کلر کا غرارہ بنواؤں گی۔" جھٹ ضد چھوڑ کر فرمائش کر دی۔

"ریڈ کلر شہریار کو پسند نہیں ہے ابھی ابھی آنٹی بتا کر گئی ہیں۔" ارم نے بتایا۔

"میں ریڈ غرارہ ان کے لیے نہیں اپنے لیے بنوا رہی ہوں۔" انداز اطلاع دینے کا سا تھا ارم کو ہنسی آ گئی جبکہ امی کچھ جز بز سی ہو کر اس کی صورت دیکھنے لگیں پھر بھابی سے بولیں۔

"سمجھاؤ اسے اور یہ بات اچھی طرح اس کے دماغ میں ڈال دو۔ جو کچھ شہریار کو پسند نہیں وہ جہیز میں شامل نہیں ہو گا۔"

"اچھا اور جو وہ صاحب فرما دیں مجھے شفق پسند نہیں تو کیا مجھے بھی کٹ کر دیا جائے گا۔"

"لو ہو! احمق لڑکی! اب اس گھر میں تھوڑے دن کی مہمان ہو۔ میں تمہیں سخت سست سنانا نہیں چاہتی مگر تم ہو کہ برابر میرا بلڈ پریشر ہائی کر رہی ہو۔ عقل کے ناخن لو۔ اب تمہیں ایک گھر سنبھالنا ہے۔"

"ہاں تو سنبھال لوں گی۔ یہ کوئی مشکل تھوڑا ہی ہے۔ کون سا گھر سر پر اٹھا کر رکھنا ہے۔" اس نے شانے اچکائے امی سر جھٹک کر کچن میں چلی گئیں۔

"پلیز بھابی! آپ کو پتہ ہے۔ مجھے ریڈ کلر اچھا لگتا ہے اور دلہن تو سجتی ہی ریڈ کلر میں ہے۔ بس آپ امی کو سمجھائیں۔ بنوا دیں مجھے ریڈ غرارہ۔"

"شفق! دلہن اپنے دکھانے کے لیے ہی تو سجتی سنورتی ہے ناں۔ تو اگر دولہا کو ہی روپ نہ بھائے تو کیا فائدہ۔"

"کیوں نہ بھائے، دیکھیے گا کتنا اچھا لگے گا مجھ پر یہ کلر۔"

"مگر اسے یہ کلر پسند ہی نہیں ہے۔ پہلی ہی اسٹیج پر اس کی بات رد کرو گی۔ وہ کیا سوچے گا۔"

"ہاں بس آپ تو چاہتی ہیں میں ساری عمر اس کے اشاروں پر ناچتی رہوں مگر یہ مجھ سے نہیں ہو گا۔ آخر میں بھی انسان ہوں میری اپنی بھی تو کوئی سوچ ہے۔ یوں ذرا ذرا سی بات پر پابندی نہیں۔ مجھے انجی نہیں بننا۔"

"یہ انجی کا ذکر کہاں سے آ گیا اور کیا ہوا ہے تمہاری انجی کے ساتھ۔ میں نے تو اسے شادی کے بعد خوش باش ہی دیکھا ہے۔"

"ہونہہ خوش باش اس بدزبان بد مزاج کے ساتھ یہ تو حوصلہ ہے میری پیاری انجی کا، جو ماں باپ کی عزت کی خاطر سب کچھ چپ چاپ سہے جا رہی ہے۔" اس

نے آہ بھری۔

"اچھا اگر انجی جیسی لڑکی خود کو بدل سکتی ہے اپنے گھر کو بچانے کے لیے شوہر کی مرضی کے مطابق ڈھل سکتی ہے تو پھر تم کیوں انکاری ہو رہی ہو؟"

"کیا مطلب ہے آپ کا! انجی جیسی لڑکی! میری دوست کوئی ایسی ویسی نہیں ہے۔"

"ہاں ہاں سرخاب کے پر لگے ہیں اس کی دوستی میں۔ تم بھی کس کے ساتھ سر کھپا رہی ہو ارم! ساری دنیا میں خرابی ہو سکتی ہے مگر انجی میں نہیں' پتہ نہیں کیا گھول کر پلا دیا ہے اور میری بات کان کھول کر سن لو۔ ایک شہر میں رہنے کا یہ مطلب بالکل نہیں کہ تم وقت بے وقت انجی کے گھر میں گھسی رہو یا اسے اپنے ہاں آنے کی دعوتیں دیتی رہو۔ اگر شہریار یا اس کی والدہ نے مجھ سے اس سلسلے میں شکایت کی تو یاد رکھنا۔ میں بالکل لحاظ نہیں کروں گی تمہارا کھل کر ان کا ساتھ دوں گی۔"

"آپ ماں بھی کیسی ہیں تب بھی مجھے پتہ ہے ساری دنیا کی مائیں بیٹیوں کی سائیڈ لیتی ہیں اور آپ...." وہ سر جھٹک کر سونے لگی۔

"ارم! تمہیں اس کے ساتھ سر کھپانے کی بالکل ضرورت نہیں بس جہیز کے کپڑوں میں ایک بھی ریڈ کلر کا جوڑا نہیں بنے گا۔ ہاں بعد میں میاں کو راضی کر کے چاہے بیسیوں بناتی رہے۔"

امی ہدایات جاری کر کے پھر کچن میں چلی گئیں۔ وہ پیر پٹختی اپنے کمرے میں آ گئی۔ ایک دو روز اس بات کا سوگ منایا پھر عادت کے مطابق بھول گئی۔



اور جب شادی کی تاریخ رکھی گئی۔ سب سے پہلا فون انجی کو کیا۔ [illegible] جواب سن کر سخت مایوسی ہوئی۔

"تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا آج کل اس حالت میں ہو۔"

"پہلے کوئی سیریس بات نہیں تھی۔ یہ تو ابھی ڈاکٹر نے سفر سے منع کیا ہے۔"

"ہائے میرے اللہ! کیا کوئی خطرے کی بات ہے؟"

وہ تو دہل گئی۔

"یہ نو مہینے خطرے کے ہی تو ہوتے ہیں۔ اب تم خود شادی شدہ ہونے جا رہی ہو۔ جب اس کنڈیشن سے گزرو گی تب پتہ چلے گا۔"

"انجی میں نے تو سوچا تھا۔ تمہیں پہلے ہی آنے کا کہوں گی۔ شادی کی ساری شاپنگ تمہاری پسند سے کروں گی مگر ہائے قسمت!"

"تو اور کیا مجھے بھی تمہاری شادی کا بڑا انتظار تھا مگر سب کچھ اپنے اختیار میں کب ہوا کرتا ہے۔" انجی نے بھی آہ بھری۔

پھر اس کے جہیز کی ساری تیاری امی اور بھائی نے کی درمیان میں صائقہ نے بھی اسلام آباد سے ایک دو چکر لگائے اور ان کی مدد کی۔ شفق کی رائے ان تینوں میں سے کسی کے لیے کچھ خاص معتبر نہ تھی اور یوں بھی وہ لباس کے معاملے میں ہمیشہ دوسروں کی پسند پر ہی انحصار کرتی آئی تھی۔

شادی کی تقریب انجی کے بغیر کس قدر پھیکی اور ادھوری تھی یہ بس شفق ہی جانتی تھی۔ مہندی کی شام بھی انجی کا فون آیا اور جب وہ [illegible] کے خوب صورت ماحول میں بیٹھی تھی تب بھی انجی نے اسے یاد کیا مگر امی نے خود ہی کال ریسیو کی اور اسے بات بھی نہیں کرنے دی۔

بارات میں زیادہ لوگ نہیں تھے اور جب وہ لاہور اپنے گھر میں آئی تو یہاں بھی سکون کا احساس تھا۔ اس کا کمرہ بڑی سادگی کے ساتھ سیٹ کیا گیا تھا۔

"تو بھلا لگتا ہے یہ نئی دلہن کا کمرہ ہے۔ کچھ تو چمک دمک کوئی ہار پھول مگر کچھ بھی نہیں سجایا۔" اسے بھاری پردے' دبیز قالین' قیمتی شوپیس متاثر نہیں کر سکے وہ اپنے محلے میں ہر لڑکے کی شادی پر جو اس کی دلہن کے لیے کاغذی پھولوں چمک دمک والی پنیوں سے جو مسہری تیار کی جاتی تھی وہ اسے بہت اچھی لگتی تھی وہ تو سوچ بھی نہیں سکتی تھی جب وہ دلہن بن کر سسرال میں اترے گی تو ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا۔

پی پنک غرارہ سیٹ میں وہ بہت اچھی لگ رہی

ہے۔" "یہ سب نے کہا تھا گھر والوں سے ریڈ غرارہ نہ پہن سکنے کا دکھ کم نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ تو امی کی وجہ سے میں ضد نہیں کر سکی مگر اب پوچھوں گی شہریار صاحب سے وہ دل میں تہیہ کر کے آئی تھی۔ مگر شہریار اتنی پیاری نیچر والا اور اتنا اچھا ہو گا یہ اس نے نہیں سوچا تھا بات پکی ہونے کے بعد ایک دو بار فون پر بات تو ہوئی تھی مگر تب اس نے حال احوال پوچھا اور بس مگر یہ جو روبرو تھا اس نے منٹوں میں شفق کو اسیر کر لیا تھا۔

صبح وہ موتیوں کا کام والا نیلا سوٹ پہنے بڑی مطمئن اور مسرور بیٹھی چائے کے گھونٹ لے رہی تھی۔

"ناشتا بھی تو کرو نا! یہ اتنا کچھ تمہارے اعزاز میں ہی سجا ہے ورنہ میں تو ناشتے میں ایک گلاس دودھ، سلائس اور فرائی ایگ لینے کا عادی ہوں۔"

"کیا" آپ ایسا سڑا ہوا ناشتا کرتے ہیں اور پلیز اب مجھے مجبور نہ کیجیے گا کہ میں بھی ایسا ناشتا کروں۔"

"نہیں بھئی میں بیگم صاحبہ کو بھلا کس طرح مجبور کر سکتا ہوں۔ آپ کا جو جی چاہے ناشتے میں لیں۔ حکم کریں گی تو ایک دن حلوہ پوری، دوسرے دن [illegible] چھولے، تیسرے دن [illegible] پراٹھے [illegible] نہاری پائے، پانچویں دن..."

"بس بس رہنے دیں۔ یہ آپ شوہر حضرات صرف باتیں ہی کرتے ہیں ورنہ اپنی مرضی کے بغیر بیوی کا سانس بھی لینا پسند نہیں کرتے۔"

"او میرے خدا! کس قدر غلط فہمیاں پال رکھی ہیں دل میں کس قسم کے شوہر حضرات کو دیکھتی رہی ہو اور کہاں ملیں ایسی بیویاں جن کی سانسوں کی آمد و رفت پر بھی پابندی تھی۔"

"اب آپ اپنی مثال ہی لیجیے۔" تیکھی نظروں سے شہریار کو دیکھا وہ تو اچھل پڑا۔

میری مثال ایک رات کی دلہن اور یہ کیا کہہ رہی ہے۔

"مجھے کتنا شوق تھا۔ شادی کے روز ریڈ غرارہ پہنوں مگر آپ نے پابندی لگا دی۔"

"اوہ!" اس نے ہونٹ سکیڑے۔

"بہت زور دیا میں نے مگر امی اور بھابی نہیں مانیں۔ کہنے لگیں۔ جب شہریار کو ہی یہ کلر پسند نہیں تو پھر تم کیوں پہنو گی یعنی کہ یہی مطلب ہوا ناں کہ اب میری پسند ناپسند ختم ہو چکی ہے جیسا آپ چاہیں گے ویسا ہی ہو گا۔"

"اوہو بندہ! مجھے بالکل علم نہیں تھا کہ ریڈ آپ کا فیورٹ کلر ہے اصل میں بچپن میں چاچیوں، [illegible] کو اسی کلر کو پہنے عجیب سا میک اپ کیے دلہن بنے [illegible] ناک صورت حال میں دیکھا ہے۔ وہ صورتیں میرے ذہن پر نقش ہو چکی ہیں انہیں چاہتا تھا کہ میری بیوی بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی بن جائے۔ یار! دنیا میں اتنے خوب صورت کلر ہیں پھر یہ چیختا چلاتا کلر ہی کیوں؟ اب کل تم ٹی پنک پہنے اتنی خوبصورت لگ رہی تھیں کہ نظریں ہٹانا مشکل تھا۔ ہر بندہ تمہیں سراہ رہا تھا اور میں خود کو خوش نصیب تصور کر رہا تھا کہ تم میری شریک حیات جو بن گئی تھیں۔" شہریار نے کچھ یوں سراہا کہ وہ اپنا گلہ اور دکھ بھول ہی گئی۔

"مجھے لگتا ہے ابھی تک بچپنا بہت ہے تم میں۔" جب وہ اس موضوع کو بھول کر اورنج جوس لینے کی تیاری کر رہی تھی شہریار نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

"ہاں تو ماں کے آنگن سے اٹھ کر ادھر آئی ہوں۔ بی اے کے پیپر دے کر ابھی کمر سیدھی کرنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ رشتہ طے ہو گیا۔ اپنے گھر کی سب سے چھوٹی بیٹی پہلے لاڈ اٹھانے کو امی اور باجی تھیں پھر بھابی بھی آ گئیں تو میں کہاں سے سوبر ہوتی اور ابھی میری عمر ہی کیا ہے۔"

"اچھا اس کا مطلب ہے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ چانسز ہیں۔" وہ شرارت سے مسکرا کر بولا۔

"اچھا میں ذرا انجی کو فون کر لوں۔"

"انجی یہ کیا نام ہے اور پتہ بھی نہیں چل رہا۔ محترمہ ہیں کہ محترم۔"

"انجم نام ہے۔" انجی کا مذاق اسے ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔ سنجیدگی سے وضاحت کی۔

"چلو نام بتا کر تو معاملہ اور بھی گمبھیر کر دیا ہے۔"

"او ہو دوست ہے میری' اسی شہر میں بیاہی ہوئی ہے۔"

"اچھا کمال ہے اس شہر میں۔" اس نے آنکھیں پھیلا کر حیرت کا اظہار کیا کہ اسے شفق کا ایک دم سے خفا ہو جانا مزہ دے گیا تھا۔

اس نے شہریار کے انداز کو دیکھا ضرور مگر اس وقت انجی یاد آ رہی تھی دوسری کوئی بات کیے بغیر وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔ اسی وقت دروازے پر دستک ہوئی' آنے والی ملازمہ تھی اور شہریار کی والدہ کا پیغام لائی تھی وہ ان دونوں کو بلا رہی تھیں۔

"کچھ مہمان آئے ہیں جی۔ اصل میں اسی لیے بلایا ہے۔" وہ وضاحت کر رہی تھی۔ شہریار نے اس کا ہاتھ پکڑا اور ساتھ لے کر چل پڑا۔

"انجی کو فون" وہ بس سوچ کر رہ گئی۔ پارلر جاتے ہوئے اس کی جٹھانی نے ہی ضروری سامان ساتھ رکھا اور اس میں اس کا سیل فون نہیں تھا۔

تیار ہو کر وہ میرج ہال پہنچی۔ اس کے میکے سے ارم' بھائی' بھیا اور باجی کچھ ہی دیر پہلے فیصل آباد سے سیدھے ادھر ہی پہنچے تھے۔ اس کی ساس نے انہیں فریش ہونے کو کہا تھا اور وہ سوچ رہی تھی۔ انجی کیوں نہیں آئی؟ اسے تو اب تک ضرور پہنچ جانا چاہیے' کہتی تو یہی تھی۔ ماڈل ٹاؤن شپ جو ہر ٹاؤن کے بالکل برابر میں ہے پھر اتنی دیر' ابھی بھائی یا باجی ادھر آتی ہیں تو کہتی ہوں انجی سے رابطہ کرنے کی کوشش کریں۔ وہ سوچ ہی رہی تھی کہ شہریار آکر اس کے برابر میں بیٹھ گیا۔

"تمہیں پتا ہے تم کتنی خوب صورت لگ رہی ہو اور ساتھ ہی کسی گہری سوچ میں گم' یقیناً' میرے بارے میں ہی سوچ رہی تھیں نا!"

"نہیں وہ انجی ابھی تک نہیں آئی۔"

"اوہو! کون ہیں یہ محترمہ جو میرے حق پر ڈاکہ ڈال رہی ہیں۔ یاد رکھو پرنسس! اب تمہاری سوچوں پر صرف ہمارا قبضہ ہونا چاہیے۔"

"مگر اس وقت مجھے انجی کی فکر ہو رہی ہے اس کی طبیعت بھی اچھی نہیں ہے نا۔"

شہریار کے کچھ کہنے سے پہلے مہمان اسٹیج کی طرف آئے اور ان دونوں سے ملنے لگے۔ اس کی نگاہیں ساری تقریب میں انجی کو ڈھونڈتی رہیں مگر وہ نہیں آئی اور اسے اب کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا۔ خدا خیر کرے۔ اس کے ساتھ کہیں کوئی مسئلہ تو نہیں ہو گیا۔

میرج ہال سے گھر آتے آتے رات کے دو بج گئے۔ میکے والے وہیں سے رخصت ہوئے شہریار سے یہ وعدہ لے کر کہ وہ دونوں کل فیصل آباد آئیں گے۔

"صبح پہلے میں انجی کی طرف جاؤں گی۔ اس نے اپنا ایڈریس تو لکھوایا تھا اگر ایڈریس ادھر ادھر بھی ہو گیا ہے تو فون کر کے دوبارہ پوچھ لوں گی۔"

وہ یہ ارادہ کر کے لیٹی تھی مگر ابھی صبح کے سات ہی بجے تھے کہ اس کی ساس نے دروازہ بجا کر جگا دیا۔

"بیٹا! تمہاری امی طبیعت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے کل لاہور نہیں آسکیں' ان کی وجہ سے تمہارے ابا کو بھی فیصل آباد رکنا پڑا۔ وہ منتظر ہوں گے۔ آپ دونوں جلدی سے ناشتا کر کے نکلنے کی تیاری کرو۔"

اور اسے پھر انجی کا خیال آیا سوچا کہ وہ نہیں آئی اور میں نے اس کے نہ آنے کا نوٹس ہی نہیں لیا۔ وہ سیل تلاش کرنے لگی۔ مجھے کم از کم اسے فون تو کر لینا چاہیے۔ سیل پتہ نہیں کدھر تھا اس نے پی ٹی سی ایل کو استعمال میں لاتے ہوئے سوچا مگر بیل ہوتی رہی۔ کسی نے اٹھایا نہیں' ابھی شاید وہ سو رہے ہوں گے۔ مایوس ہو کر ریسیور کریڈل پر ڈال دیا۔



فیصل آباد وہ ایک دن ہی ٹھہرے کہ شہریار کے بھائی اور بھابی کو واپس سعودیہ جانا تھا۔ شہریار نے ابا سے وعدہ کیا' ہم جلد ہی دوبارہ آئیں گے اور پھر بہت سے دن رہیں گے۔

"میں اتنے ڈھیر سارے کپڑے لے کر آئی تھی۔ آپ نے پہلے مجھے کیوں نہیں بتایا کہ ہمیں ایک ہی روز ٹھہر کر واپس آجانا ہے۔"

"تم نے اس بارے میں مجھ سے کچھ پوچھا ہی کب تھا۔"

"مگر بتانا تو آپ کا فرض تھا ویسے بھی یہ پروگرام آپ نے اور آپ کی امی نے بنایا تھا مجھے تو بس یہی کہا گیا تیار ہو جاؤ اور میں تیار ہو گئی۔ اتنے شوق سے میں یہ سارے کپڑے لے کر آئی تھی۔"

"یہ سب وہاں بھی تو پہنا جا سکتا ہے۔" اب کہ شہریار خاصا سنجیدہ ہو رہا تھا۔

"وہاں پہن کر کسے دکھاؤں گی۔ یہاں تو میری اتنی ساری سہیلیاں ہیں۔ باجی بھی ابھی یہیں موجود ہیں بھابی اور امی ہیں۔"

شہریار نے گہری سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھا اور کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گیا۔ پھر باقی کا جو ایک گھنٹہ وہ یہاں ٹھہرے، خاموش ہی رہا اور راستے میں بھی اس نے کوئی بات نہیں کی۔ شفق بہت تھکی ہوئی تھی۔ اس کی خاموشی کو محسوس نہیں کیا کچھ ہی دیر بعد سیٹ کی بیک سے سر ٹکا کر سو گئی۔ آنکھ جب ہی کھلی جب وہ گھر کے پورچ میں گاڑی لانے کے بعد اس کا شانہ ہلا رہا تھا۔

"اوفوہ! اتنی جلدی لاہور آ بھی گیا۔"

"جی اب باقی کی نیند بستر پر پوری کر لیجیے گا۔"

وہ دروازہ کھولے منتظر تھا اسے اترنا پڑا۔ اسی طرح نیند میں جھومتی جھامتی اپنے کمرے تک آئی اور شہریار کی آمد سے پہلے ہی بستر پر گر کر پھر سونے کی تیاری کرنے لگی۔ وہ بیگ لے کر اندر آیا اسے بیڈ پر دراز پا کر ٹھٹکا۔

"شفق! امی اپنے کمرے میں ہماری منتظر ہیں۔ انہیں سلام تو کر لو۔"

"اوہو!" اسے جھٹکا لگا۔

"ہائے وہ کنوارپنے کا زمانہ اپنی مرضی کے دن اور راتیں۔" بڑے برے موڈ کے ساتھ وہ اٹھ بیٹھی۔

امی واقعی منتظر تھیں اور ظاہر ہے سلام کر کے فوراً تو اپنے کمرے کو روانہ نہیں ہوا جا سکتا تھا انہیں وہاں کچھ دیر بیٹھنا بھی تھا۔

☆ ☆ ☆

صبح ناشتے کے بعد اس نے ایک بار پھر انجی سے رابطہ کیا تھا اور اس کا یہ کہنا میں اس وقت فیصل آباد میں ہوں اس کے لیے کسی جھٹکے سے کم نہیں تھا۔

"کب گئیں تم فیصل آباد؟"

"میں تو رات ہی وہاں سے آ رہی ہوں اور آج صبح پانچ بجے پہنچی ہوں۔"

"مگر کیوں انجی! میں نے ولیمہ کے روز بھی تمہارا اتنا انتظار کیا پھر بعد میں بھی تمہیں فون کرتی رہی۔ تمہارا کوئی جواب مجھے موصول نہیں ہوا۔ آخر بات کیا ہے؟"

"کیا بتاؤں شفق! بہت پریشان ہوں ڈاکٹر نے سیزیرین کا کہا ہے۔ امی کو پتہ چلا تو فیصل آباد لے آئیں کہ لاہور میں پھر میری دیکھ بھال کون کرتا۔ بس دعا کرنا میرے لیے۔"

"اللہ تمہیں صحت دے انجی! میرے حصے کی خوشیاں بھی تمہیں مل جائیں۔"

اس نے پورے خلوص سے کہا تھا اخبار دیکھتے شہریار نے اس دعا پر سر اٹھا کر اسے دیکھا پھر سر جھٹک کر دوبارہ اخبار دیکھنے لگا۔

"تم ادھر لاہور ہی میں رہتیں میں جو آ گئی ہوں۔ میں تمہاری خدمت کرتی۔"

"ارے نہیں شہریار بھلا کیوں منع کرتے وہ ایسے تنگ دل نہیں ہیں۔"

"بالکل میں ان دو تین روز میں ہی ان کو جان گئی ہوں۔" شہریار کو ہنسی آ گئی جسے چھپانے کو اخبار چہرے کے آگے کر لیا۔

انجی پتہ نہیں کیا کیا بتاتی رہی فکر مندی سے اس کے چہرے کے زاویے بنتے اور بگڑتے رہے۔

"بس کرو اب ورنہ تمہارا چہرہ بالکل ہی بگڑ جائے گا۔" اس نے احساس دلایا تو وہ گھور کر رہ گئی۔

"انجی فیصل آباد چلی گئی ہے۔" رابطہ منقطع کر کے اس نے اپنی جانب سے بڑی اہم اطلاع دی تھی۔

”تو کوئی بات نہیں۔ فیصل آباد کوئی یورپ میں تھوڑا ہی ہے۔ جب تمہارا جی چاہے گا جا کر مل لینا۔“

”پتہ نہیں کیا لکھا ہے ہماری قسمت میں۔ میں فیصل آباد تھی تو وہ لاہور میں لاہور آئی ہوں تو وہ ادھر۔“

”اب اگر آپ مناسب سمجھیں تو کہیں آؤٹنگ کا پروگرام بنایا جائے۔“

”پلیز اس وقت جی نہیں چاہ رہا۔“ مگر جب یہی بات شہریار کی والدہ نے بھی ان دونوں سے کہی تو اسے تیار ہونا پڑا۔



ہنی مون پیریڈ پھر شہریار کی والدہ کی سعودیہ روانگی جب وہ انجی سے ملی تب اس کی شادی کو پورے دو ماہ ہو رہے تھے اور انجی کا دوسرا بچہ بھی دو ہی ماہ کا ہو رہا تھا۔ شفق نے اس ننھی گڑیا کے لیے خوب شاپنگ کی تھی۔

انجی کے ہاں جانے کے لیے وہ دل سے تیار ہوئی تھی اور خوشی اس کے چہرے سے چھلک رہی تھی۔

”بہت بچپنا ہے تم میں۔“ یہ بات اکثر شہریار کہتا تھا اور آج بھی کہہ رہا تھا۔

”اس میں بچپنے والی کیا بات ہے؟“ اس نے شانے اچکائے۔

”تو اور کیا بات ہے بھئی۔ کبھی تم میرے لیے تو اس طرح تیار نہیں ہوئیں۔“

”آپ کا اور میرا ساتھ دو ماہ کا ہے، جبکہ انجی کی اور میری دوستی بہت پرانی ہے۔“

”یعنی جب میرا اور تمہارا ساتھ بھی اتنا ہی پرانا ہو جائے گا تب تم میرے لیے بھی یونہی تیار ہوا کرو گی۔“

”یہ تو اس وقت کے تعلقات پر منحصر ہو گا۔“ وہ ہنسی۔

”ویسے تب کتنا عجیب سا لگے گا نا جوان بچوں کی اماں اور ایسی تیاری۔“ اس نے قہقہہ لگایا۔ وہ جھینپ کر رہ گئی۔ سر جھٹک کر مجرے پہننے لگی۔

”ویسے یار! مجھے میک اپ میں لت پت، شوخ شوخ رنگوں میں لپٹی خواتین کچھ زیادہ اچھی نہیں لگتیں اور تمہیں تو ان چیزوں کی حاجت بھی نہیں۔ سادہ ہی بہت پیاری لگتی ہو۔“

”مگر مجھے میک اپ کرنا کھلے کھلے شوخ رنگ پہننا بہت بہت اچھا لگتا ہے۔“

”او خدایا! شفق کم از کم گولڈ کا یہ اتنا بھاری سیٹ پہن کر تو مت جاؤ۔“

”تو کیا میں نے یہ لاکر میں رکھنے کے لیے بنوائے ہیں۔ یہ پہننے کے لیے ہی ہوتے ہیں جناب!“

وہ بس گہری سانس لے کر رہ گیا کہ جانتا تھا۔ یہ وہ معاملات ہیں جن میں شفق اس کی بالکل نہیں چلنے دے گی۔

انجی کی رہائش ان کے گھر سے دور نہیں تھی ایڈریس بھی مشکل نہیں تھا جب وہ دونوں اس کے ہاں پہنچے۔ وہ چھوٹی بچی کو سلانے کے بعد اب بڑے والے بیٹے کو تیار کر کے فارغ ہوئی تھی۔ اسمارٹ، سانولی سلونی، بڑی بڑی کالی آنکھوں والی انجی جس کے سیاہ چمک دار بال بے حد لمبے تھے۔ وہ یقیناً کچھ دیر پہلے نہائی تھی۔ بالوں کو ڈھیلی سی چوٹی کی صورت دے کر کمر پر گرا دیا گیا تھا ہونٹوں پر لپ اسٹک شاید آنکھوں میں کاجل ڈالا تھا یا اس کی آنکھیں ویسے ہی اتنی کالی تھیں اس نے ایپل گرین سوٹ پہن رکھا تھا جس پر ہم رنگ موتیوں اور دھاگے کا انتہائی نفیس کام تھا۔ گلے میں ہلکا سا گولڈ کا لاکٹ کانوں میں خوب صورت ورا اس کے چھوٹے ٹاپس بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں ایک انگوٹھی اور بازو میں نازک سی چار چوڑیاں۔

وہ تو انجی انجی کی گردان سے اس سے ملے بغیر ہی اکتا گیا تھا مگر اسے دیکھ کر خوش گوار حیرت کا احساس ہوا وہ بالکل یہ توقع نہیں رکھتا تھا۔ شفق جیسی کچھ کچھ بے وقوف اور جذباتی سی لڑکی کی دوست اس سے بالکل ہی مختلف اور اتنی پروقار شخصیت کی مالک ہو گی۔ شفق جاتے ہی خوشی سے چیخ کر اس کے گلے لگ گئی تھی۔

اس نے مسکرا کر شفق کے گال پر بوسہ دیا اور شادی کی مبارک باد دی تھی۔

"ہائے انجی! تم کتنی کمزور ہو رہی ہو مجھے لگتا ہے کسی نے بھی تمہاری ٹھیک طرح سے کیئر نہیں کی تم خوامخواہ ہی ادھر چلی گئیں یہاں میں جو تھی تمہاری دن رات خدمت کرتی۔"

شفق بولتی رہی اس کے بیٹے کو گود میں بٹھا کر بار بار اس کا منہ چومتی رہی جبکہ انجی شاید شہریار کی وجہ سے جھجک رہی تھی۔

"تمہارے وہ سڑیل میاں دکھائی نہیں دے رہے؟"

شفق نے آگے کو جھک کر کچھ دھیمے لہجے میں پوچھا۔ شہریار کو اس کا یوں کہنا اچھا نہیں لگا مگر فی الحال وہ ٹوکنا نہیں چاہتا تھا۔

"تمہیں پتہ ہے۔ بزنس مین ہیں اور بزنس مین کو اپنے بزنس کے آگے کچھ بھی عزیز نہیں ہوتا۔ شہر سے باہر گئے ہوئے ہیں۔"

"اوہ تم نے بتایا نہیں۔ میں تمہاری عزیز ترین سہیلی شادی کے بعد پہلی بار اپنے میاں کے ساتھ آ رہی ہوں۔"

"بتایا تھا شفو مگر میں ان پر دباؤ تو نہیں ڈال سکتی نا!" اس نے رسان سے کہا۔

"واہ کیوں نہیں ڈال سکتیں اب تم میرے گھر آ رہی ہو اور یہ میرے صاحب آفس جانے کا موڈ بنائے بیٹھے ہوں، میں تو قیامت اٹھا دوں بھی نہ جانے دوں کیوں شہریار؟"

"واہ راے بھی لی تو کس بات پر۔" شہریار نے انجی کی طرف دیکھا اس نے بھی نگاہ اٹھائی۔ دونوں ہی مسکرا دیے یقیناً شفق کے بچپنے پر یا اس کی سادگی پر۔

"اپنی گڑیا تو دکھاؤ۔ میں تو اس کے لیے اتنی ساری شاپنگ کر کے آئی ہوں کچی جب پتہ چلا کہ تمہارے ہاں بچی ہوئی ہے انجی تو میں بتا نہیں سکتی مجھے کتنی خوشی ہوئی، یہ بتاؤ بچی ہے کس پر تم جیسی ہے یا تمہارے سڑے ہوئے میاں جیسی۔"

انجی نے پھر شہریار کی جانب دیکھا اور اسے متوجہ پا کر شرمندہ ہو گئی۔

"آؤ تمہیں اس کے پاس لے چلتی ہوں۔ سو رہی ہے نا ابھی۔" اس نے دھیرے سے کہا اور شفق کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ٹھہرو نا یہ سب تو اٹھا لوں آخر بے بی کے لیے ہی لائی ہوں۔" ہاتھ چھڑا کر وہ پیکٹس سمیٹنے لگی۔

ڈرائنگ روم سے دونوں بیڈ روم میں آ گئیں۔ لگتا تھا آج انجی کی کام والی ماسی نہیں آئی تھی۔ ڈرائنگ روم تو صاف تھا مگر کمرے کی حالت ابتر ہو رہی تھی۔

خیر اس نے توجہ نہیں دی جا کر بچی کے کاٹ پر جھک گئی۔ "آرام سے اسے جگا نہ دینا۔ جاگتی ہے تو بہت شور مچاتی ہے اور مجھے یہ بتاؤ کیسا ہے، تمہارا میاں دیکھنے میں تو بہت اچھا لگ رہا ہے تم نے بتایا تھا اسے سنجیدہ مزاج، ذمے دار خاموش طبع لڑکیاں اچھی لگتی ہیں حالانکہ اس کے اپنے مزاج میں تو مجھے اظہر والی سنجیدگی محسوس نہیں ہوتی۔"

"شکر ہے خدا کا اظہر بھائی سے بالکل مختلف مزاج ہے۔ اب میں تمہیں [illegible] کتنی شوخ سی زندہ دل ہوا کرتی تھیں اور اب کیسی سنجیدہ سی دکھائی دے رہی ہو، نہ وہ زیور نہ لباس کا کلر نہ میک اپ اب مجھے دیکھو تو شہریار کو یہ سب پسند نہیں مگر مجھے منع بھی نہیں کرتے۔ دیکھو کتنی تیاری سے آئی ہوں۔" اس نے اپنے شاکنگ پنک کلر کے سوٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"تمہارا یہ سوٹ مجھے بہت اچھا لگا بنوایا ہے یا خریدا ہے؟"

"باجی اسلام آباد سے لائی تھیں۔ تمہیں پسند آیا۔ تم لے لو۔"

"ہاں میرے سسرال میں ایک شادی ہے اظہر کو تو تم جانتی ہو۔ کنجوس مکھی چوس جتنی قیمت کا یہ سوٹ لگ رہا ہے خریدنا تو دور کی بات وہ تو قیمت سن کر ہی بے ہوش ہو جائیں گے پھر یہ کلر بھی انہیں پسند نہیں آئے گا بس میں تم سے لے کر پہن لوں گی پھر واپس کر

دوں گی۔“

”میرے جہیز اور بری میں ایک سے بڑھ کر ایک جوڑے ہیں تم میری طرف آؤ گی تو سب دکھاؤں گی بس پھر جو بھی پسند آئے لے لینا۔“

”چلو یہ ٹھیک رہے گا اور یہ بتاؤ میاں کو زیادہ سر تو نہیں چڑھالیا میری طرح۔“

”ارے انجی! شہیار تو خود ہی اتنی سوئٹ نیچر کے مالک ہیں، کبھی رعب ڈال کر بات کرتے ہی نہیں اور میری ہر بات ماننا تو جیسے اپنا فرض سمجھتے ہیں۔“

”زیادہ خوش ہونے کی بات نہیں بے وقوف شادی کے شروع دنوں میں اسی فیصد مرد ایسے ہی ہوا کرتے ہیں مگر سال گزرتا نہیں اپنا اصلی روپ دکھانا شروع کر دیتے ہیں۔“

”میرا نہیں خیال شہیار ایسے ہو سکتے ہیں۔“

ان میں باتیں ہو رہی تھیں کہ انجی کے کام والی ماسی آ گئی۔

”رکھی! تم صفائی رہنے دو ویسے بھی فرش تو صاف ہی ہے۔ بس آج کچن کا کام سمیٹ دو۔“

[illegible] بھلا کیا اعتراض ہو سکتا تھا ویسے بھی کچن کا کام کرنے کی صورت میں اسے بھی کچھ نہ کچھ حصہ ملنے کی امید تھی۔

”میں نے بازار سے حلیم، چکن کڑاہی اور بریانی منگوالی ہے۔ کھیر بھی لا کر فرج میں رکھ دی ہے۔ تم سلاد اور رائتہ بنالو۔ اس کے بعد منی کو بھی دیکھ لینا۔ بہت تنگ کرتا ہے۔ ضد پر آتا ہے تو سلانا مشکل ہو جاتا ہے اسے یہاں قریبی دوکان سے چاکلیٹس اور ٹافیاں دلوا دو۔ آرام سے بیٹھ جائے گا۔ میں اپنے مہمانوں کو اٹینڈ کرلوں۔“ انجی نے بیڈ روم کی بکھری چیزوں پر کوئی توجہ نہیں دی۔ آئینے میں اپنا جائزہ لیا۔ لپ اسٹک دوبارہ لگائی پھر مڑ کر رکھی سے بولی۔

”پہلے کولڈ ڈرنک اور پھر چائے تو ڈرائنگ روم میں رکھ جاؤ۔ لو باتوں میں مجھے خیال ہی نہیں رہا۔ ہائے شفو! کیا سوچتا ہوگا تمہارا میاں۔“

وہ جلدی سے رکھی کو ایک بار پھر ہدایت کر کے ڈرائنگ روم کی جانب بڑھی اندر کا منظر کچھ زیادہ خوشگوار نہیں تھا۔ ان لوگوں کا لایا فروٹ کمرے میں بکھرا ہوا تھا اور اس کا بیٹا مونی اور سیب ہوا میں اچھال کر کھیل رہا تھا۔

”او منی!“ اس کی آواز بہت اونچی ہونے لگی تھی پھر شہیار کا بروقت خیال آنے پر دبالی۔

”میں نے تو آپ کے صاحب زادے کو بہت منع کیا ہے مگر یہ مانتا ہی نہیں۔“ شہیار اس کی سرگرمیوں کو یقیناً ”انجوائے“ نہیں کر رہا تھا۔

اتنی دیر میں سیب ایک شوپیس پر لگا اور وہ گر کر کرچیوں میں تبدیل ہو گیا۔ انجی نے بند ہونٹوں سے بچے کو بہت کچھ کہا پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر دھکیلنے لگی۔ بچے نے پوری آواز سے رونا اور چلانا شروع کر دیا۔ وہ بری طرح ہاتھ پاؤں چلا رہا تھا اور انجی کے قابو سے باہر ہو رہا تھا خیر اس نے بھی ہمت نہیں ہاری۔ اسے باہر لے جانے میں کامیاب ہو گئی۔

کھانا کچھ زیادہ پُر لطف نہیں تھا مگر انجی کی باتیں اور اس کی توجہ اس کمی کو پورا کر رہی تھیں۔ وہ تھتی محبت سے ایک ایک ڈش پیش کر رہی تھی اور پھر اس کی باتیں شہیار بار بار چونک جاتا تھا۔ آج کے دور میں شوہر کے رنگ میں رنگ جانے والی ”اس کی آنکھ کے اشارے سے مزاج کا اندازہ لگانے والی عورتیں بھی“ انہیں دل سے اصرار کیا تھا اور انجی نے وعدہ کیا تھا وہ ضرور آئے گی۔

”تمہاری دوست سے مل کر مجھے بہت حیرت ہوئی ہے۔“ واپسی پر وہ کہہ کر شفق کو حیران کر رہا تھا۔

”کیوں حیرت کیوں ہوئی ہے۔ اتنی اچھی تو ہے بے چاری چھوٹے بچوں کی وجہ سے زیادہ اہتمام نہیں کر سکی مگر وہ مجھ سے بہت محبت کرتی ہے۔ آج بے چاری کی کام والی بھی اتنی دیر سے آئی۔ پتہ نہیں اس نے یہ سب کس طرح کیا ہوگا۔“

”او ہو! میرا یہ مطلب تھوڑی تھا۔ میں تو یہ کہہ رہا تھا کہ وہ طبیعت میں، عادات میں تم سے بالکل مختلف

ہے' بہت ذمہ دار اور سمجھ دار محسوس ہوئی ہے مجھے۔"

"ہائے سچ! مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا۔ انجی سے مل کر آپ بھی اس کے گرویدہ ہو جائیں گے۔"

"بچے نے بے چاری کو اچھا خاصا شرمندہ کر دیا۔ میں تو کب سے اسے منع کر رہا تھا مگر وہ سن ہی نہیں رہا تھا۔"

"چھوڑیں' بچے تو ایسے ہی ہوتے ہیں۔ انجی بتا رہی تھی۔ باپ کا بہت لاڈلا ہے۔ بہت سر چڑھا رکھا ہے۔ خود اسے کسی بات پر ٹوکتے ہیں نہ انجی کو زیادہ روک ٹوک کرنے دیتے ہیں۔"

"یہ رویہ تو بہت غلط ہے۔" وہ دونوں انجی کی باتیں کرتے ہی گھر تک گئے اور گھر آ کر بھی کئی روز تک ان کے درمیان انجی کا ذکر رہا۔

"تم بھی انجی کی طرح لائٹ کلر پسند کرو نا اور جیولری بھی ویسی ہی خرید لو۔" ایک روز شہریار نے کہا تو اسے انجی کی بات یاد آ گئی۔ شوہر کی ہر بات مان کر اسے سر پر نہ چڑھا لینا۔ جب یہ بات یاد آئی تو اس نے جھٹ نفی میں سر ہلا دیا اور بولی۔

"ہر کسی کی اپنی پسند ہوتی ہے اور پھر یہ لائٹ سے کلر یہ سادہ سا روپ' یہ انجی کی اپنی پسند تھوڑی ہے۔ یہ تو اس کے میاں کی ضد ہے۔"

"ضد تو تم کہہ رہی ہو ناں انجی نے تو اپنی ازدواجی زندگی کے سکھ کی خاطر اسے خوشی سے اپنا لیا ہے۔"

"ہونہہ خوشی! اپنا دل مار کر بھی کبھی کسی کو خوشی ملی ہے۔" اس نے لپ اسٹک ڈریسنگ ٹیبل پر پٹخی شہریار خاموش ہو گیا۔

☆ ☆ ☆

انہوں نے انجی کو اپنے ہاں انوائٹ کیا۔ "کھانا ہم کسی اچھے ریسٹورنٹ میں جا کر کھائیں گے۔" شہریار نے رائے دی۔

"لو یہ کیا بات ہوئی گھر بلائیں پھر یہاں سے کھانا کھلانے کسی دوسری جگہ لے جائیں۔ میں خود سب کچھ گھر میں بناؤں گی۔"

"چلو ٹھیک ہے پھر مجھے لسٹ بنا کر دے دو۔ ابھی جا کر سب لے آتا ہوں۔"

"آپ اکیلے کیوں میں بھی آپ کے ساتھ چلتی ہوں۔"

"تم جا کر کیا کرو گی اتنے سیر سپاٹوں کے بعد بھی تمہارا جی نہیں بھرا۔"

"نہیں مجھے اچھا لگتا ہے بس میں کسی اچھے سے اسٹور سے خود یہ سب خریدوں گی۔"

"اچھا بابا! چلو لیکن اب کوئی کام والا سوٹ پہن کر شوخ سی لپ اسٹک مت لگا لینا۔"

"توبہ ہے۔ آپ کو بھی ناں ہر بات پر اعتراض کی عادت ہوتی جا رہی ہے۔ اب میری نئی نئی شادی ہے کپڑے تو میرے پاس ایسے ہی ہوں گے نا' کچھ ہلکے کام والے کچھ بھاری کام والے۔"

"پھر تم نئے لے لو۔"

"ٹھیک ہے۔ میں کسی روز انجی کے ساتھ جا کر شاپنگ کر لوں گی۔" شہریار نے اطمینان سے سر ہلا دیا کہ یقیناً انجی اس کی بہت بہتر راہنمائی کر سکتی تھی۔

تین گھنٹے میں سامان خرید کر باہر سے کھانا کھا کر وہ دونوں گھر آئے تو شہریار سونے کے لیے اپنے کمرے میں چلا گیا جبکہ وہ سیل لے کر لاؤنج میں بیٹھ گئی اور انجی سے باتیں کرنے لگی۔ اپنے اور شہریار کے درمیان کپڑوں پر ہونے والی باتیں بھی بتائیں اور یہ بھی کہ اب وہ انجی کے ساتھ بازار جا کر کچھ سادہ سے کپڑے خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

"تم نے خوامخواہ گھر پر سب ارینج کر لیا کہیں باہر ہی کھانا کھا لیتے اب تم تو پکانے میں ہی لگی رہو گی۔"

"تم بھی میرے پاس کچن میں ہی آ جانا اور یہ دونوں میاں صاحبان اور بچے لاؤنج میں بیٹھیں گے۔"

"ہاں مگر تم پہلے مجھ سے پوچھ تو لیتیں۔"

"اچھا چلو اب تو میں سب پوچھ لے آئی ہوں۔"

"کیا کیا لائی ہو؟" انجی نے پوچھا۔

"فش، چکن، بیف، نوڈلز، رائس۔" وہ ایک ایک کر کے سب گنوانے لگی۔

"اتنا کچھ تم کیسے پکاؤ گی؟"

"ارے انجی! میری جان! تم میری فکر نہ کرو۔ تم تو چار سال پہلے بیاہ کر چلی گئی تھیں۔ تمھیں نہیں پتہ اس عرصے میں میں تو کھانا بنانے میں ماہر ہو چکی ہوں۔ میرے لیے کچھ بھی مشکل نہیں۔ تم کھاؤ گی تو داد دو گی۔ ہاں بس ایک بات کا دکھ ہے۔ شہریار کو ہوٹلنگ کا بہت شوق ہے۔ وہ گھر کے کھانے کچھ خاص رغبت سے نہیں کھاتے حالانکہ میرے پکائے کھانوں کی ہر کوئی تعریف کرتا ہے۔"

"اس روز میرے گھر کا کھانا تو انھیں اچھا لگا تھا نا؟" انجی کو وہ سب بتا تو چکی تھی پھر بھی وہ دوبارہ پوچھ رہی تھی۔

"ہاں ہاں تیز مرچ مسالے انھیں پسند ہیں۔" اور انجی نے سوچا اسے کہتے ہیں قسمت۔ مجھے گھومنے پھرنے کا باہر کھانا کھانے کا کتنا شوق ہے مگر میرے میاں کے نزدیک گھر کی پرسکون لائف چھوڑ کر باہر کے ہنگاموں میں جانا وقت اور پیسے دونوں کا ضیاع ہیں۔

"شادی کے شروع دنوں میں کبھی کھانا باہر کھایا تھا اب تو ترس ہی گئی ہوں۔ اب موقع مل رہا تھا تو اس شفق کی بچی نے مجھ سے پوچھے بغیر فیصلہ کر کے ضائع کر دیا۔ آج ایک چکر پارلر کا لگا لینا چاہیے۔ اسکن کچھ رف ہو رہی ہے۔ نئے جوتے بھی لینے چاہیں ساتھ میچنگ بیگ اور نیل پالش کا لائٹ کلر خوب صورت سا کلر اور جاتے ہوئے پھولوں کا خوب صورت سا بکے لے جاؤں گی۔ باقاعدہ گفٹ لے جانے کی کیا ضرورت ہے۔ یوں بھی ان کی شادی کو ابھی عرصہ ہی کتنا ہوا ہے، سب کچھ تو ہوگا ان کے پاس۔"

ابھی وہ یہ سب سوچ ہی رہی تھی کہ ڈور بیل بجنے لگی۔

"اوہو! کون آ گیا؟" دروازہ کھولا تو برابر میں رہنے والے احسان صاحب کھڑے تھے۔

"السلام علیکم بھابی!" چہرے پر مسکراہٹ انداز میں بے تکلفی تھی۔

"ارے احسان بھائی! کیسے ہیں آپ؟" بڑے دنوں کے بعد شکل دکھائی۔

"آیئے نا! باہر ہی کیوں کھڑے ہیں۔ پلیز اندر آ جائیں۔"

"وہ بھابی! آپ کو تو پتہ ہے میری بیوی کا۔" وہ کھسیا کر ہنسے اور انجی کے چہرے پر ایک دم سے ہمدردی کا تاثر لو دینے لگا۔

"میں دراصل یہ پوچھنے آیا تھا۔ دو انڈے ہوں گے۔ وہ آج بیگم نے جو کچھ بنایا ہے نا۔ حلق سے اترنا مشکل ہو رہا ہے۔"

"اوہ!" انجی نے افسوس میں ہونٹ سکیڑے پھر بولی۔ "خوش نصیب ہیں روحانہ بھابی کہ شوہر کو پسند کا کھانا نہ ملا تو پڑوس سے انڈے لینے چلے آئے۔ یہی اگر میرے میاں جیسے ہوں نا۔" سر جھٹکا ایک بار پھر افسوس میں اوہ کیا اور بات ادھوری چھوڑ کر کچن میں چلی گئی واپس آئی تو انڈے ہاتھ میں تھے اور وہ کہہ رہی تھی۔

"آیئے نا احسان بھائی! میں آپ کو کھانا بنا دیتی ہوں۔"

"جی تو چاہتا ہے بھابی مگر میری بیگم!" عجیب بے چارگی کا احساس دلاتا لہجہ تھا کسی ناپسندیدہ ہستی کا ڈر اور مظلومیت کی انتہا۔

"چلیے ادھار رہا۔ ویسے مجھے بہت ترس آ رہا ہے آپ پر، آپ اس وقت بھی آملیٹ لیں گے۔ اتفاق سے آج میں نے سالن نہیں بنایا ورنہ آپ کو ضرور دیتی۔"

احسان مشکور سا چلا گیا یہ سوچتا ہوا کس قدر خوش نصیب ہے اس عورت کا شوہر۔ یہ خیال نہیں آیا پوچھ ہی لے۔ شوہر گھر آنے والا ہوگا۔ ابھی تک سالن نہیں بنایا اسے کیا خالی روٹی پیش کرے گی۔

٭ ٭ ٭

شفق نے انجی کے لیے بھرپور تیاری کی تھی وہ دو

دن پہلے سے ہی کچن میں مصروف ہو گئی تھی اور شہریار بھی پوری دلچسپی لے رہا تھا اور اس شام اسکائی بلیو ساڑھی جس پر سلور ستاروں کا ہلکا سا کام تھا سلور جیولری پہنے وہ تین سالہ بچے کے ساتھ شوہر کے بغیر ہی چلی آئی تو دونوں حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

"اظہر بھائی نہیں آئے؟" شفق نے پوچھ ڈالا۔

جواب میں پھیکی سی مسکراہٹ اس کے لبوں پر دوڑ گئی۔

"ہر شخص شہریار نہیں ہوا کرتا۔ میری جان! کہ تم نے کہیں چلنے کو کہا اور تیار ہو گیا۔ قدر کرنا سیکھو اس کی۔"

"اوہو، آج تو انہیں آنا چاہیے تھا۔ تم اصرار کرتیں۔" شفق نے اس کی بات نہ سمجھتے ہوئے کہا۔

"تم کچھ سمجھنے کی کوشش کرو۔ ہر بات میں ضد کیوں شروع کر دیتی ہو۔ ہماری دوست آگئیں۔ کیا یہ کافی نہیں ہے۔" شہریار نے شفق سے زیادہ انجی کو تسلی دی تھی جو یوں اکیلے چلے آنے پر رنجیدہ تھی (غالباً)

"مما! آپ تو کہتی تھیں۔ چاکلیٹ لے کر دوں گی۔" اس کے بیٹے کا موڈ بگڑنے لگا۔

"آیئے اندر چلیے۔" شہریار کو خیال آیا۔ وہ ابھی تک گیٹ پر ہی کھڑے تھے۔ کتنی بری بات ہے مہمان کو اندر بٹھانے کے بجائے یہیں کھڑے کھڑے سوال و جواب شروع کر دیے جائیں۔ یہ شفق بھی نا بس پوری احمق ہے۔

"مما چاکلیٹ!" اس کا بیٹا اب پیر پٹخنے لگا۔

"او نا آنٹی دلاتی ہیں تمہیں چاکلیٹ۔" شفق نے بڑھ کر اس عام سی صورت والے سڑیل مزاج بچے کو گود میں بھر لیا اور لگاتار کئی بوسے بھی دے ڈالے۔

"بڑی والی چاہیے۔" اگلی فرمائش ہوئی۔

"وہ بھی ملے گی۔ پتا ہے مجھے بھی چاکلیٹ کا بڑا شوق ہے اور یہ تمہارے انکل بالکل نہیں کھاتے۔ میں بھی تمہاری طرح ضد کر کے لیتی ہوں۔" وہ بچے کو گود میں اٹھا کر کچن کی جانب بڑھتے ہوئے بتا رہی تھی۔

"پتا نہیں کب سدھرے گی۔ یہ شفو۔" اس کی باتوں پر شرمندہ انجی ہو رہی تھی۔

"آیئے۔" شہریار اسے لے کر ڈرائنگ روم کی جانب بڑھا اور بولا۔ "آپ جیسی دوست کی محبت اسے نہیں بدل سکی تو اب کیا بدلے گی۔ پتہ ہے۔ کبھی کبھی تو میں اس کی بچکانہ فرمائشوں پر حیران ہو جاتا ہوں۔"

"دراصل گھر میں چھوٹی ہے نا اور سب ہی خوب لاڈ پیار بھی کرتے تھے اور جہاں تک میرا تعلق ہے تو جناب ہم تو زمانے کی ٹھوکروں میں پل کر جوان ہوئے ہیں اور آج تک اچھے دنوں کی امید پر ہی جی رہے ہیں۔"

"آپ اتنی مایوس کیوں ہیں انجی، ان شاء اللہ آپ بہت اچھا وقت بھی دیکھیں گی۔"

"میں مایوس نہیں ہوں شہریار صاحب! اور اب اپنی دوست کو خوش دیکھ کر تو میں سب بھول ہی گئی ہوں۔"

"انجی! بٹی کو کیوں نہیں لائیں۔ کس کے پاس چھوڑ آئی ہو؟" شفق [illegible] کو گود میں لیے چلی آئی تھی اور اس وقت بچے کے ہاتھ میں چاکلیٹ [illegible] پیکٹ تھا۔

"وہ ہماری ایک رشتے کی خالہ آئی ہوئی ہیں۔ ان ہی کے پاس چھوڑ آئی ہوں۔ یہ ایک شیطان کیا کم ہے۔"

"توبہ شہریار صاحب! کیا بتاؤں آپ کو صبح سے شام ہو جاتی ہے۔ میرے کام ختم ہونے میں نہیں آتے بس میری عادت ہے ہر چیز کو ہر وقت درست جگہ پر دیکھنا چاہتی ہوں جب تک گھر کا کونہ کونہ چمکا نہ لوں۔ کچن کی ہر شے ٹھکانے پر نہ رکھ لوں۔ مجھے چین ہی نہیں آتا۔"

اور شہریار کو یاد آگیا آج صبح شفق نے اس کی تین شرٹس پریس کر کے اسٹینڈ پر ہی چھوڑ دی تھیں اور اس کے ٹوکنے پر کہا تھا۔

"اوہو آپ ہر بات کو سر پر کیوں سوار کر لیتے ہیں۔ دودھ ابالنے کے لیے رکھا تھا۔ پہلے یہ کام کر لوں دودھ خراب ہوا تو زیادہ نقصان ہو گا اور کچن میں چلی گئی

تھی۔

"انجی! تمہاری صحت بھی ٹھیک نہیں۔ تم پہلے پوری طرح صحت یاب تو ہو جاؤ گھر کے کاموں کا کیا ہے۔ یہ تو چلتے ہی رہتے ہیں۔ یوں خود کو ہلکان مت کیا کرو۔" شفق نے ہمدردی سے کہا تھا۔

"تمہیں نہیں پتہ جن لوگوں کے مزاج میں نفاست ہو انہیں ہر چیز کو جگہ پر رکھے بغیر چین نہیں آتا۔ میرا تو اپنا مزاج ہی ہے۔ مگر یہ جو تم ہو نا۔" اس نے شفق کی جانب انگلی سے اشارہ کیا وہ ہنس پڑی اور بولی۔

"میں خود بھی کوئی پھوہڑ عورت نہیں ہوں جناب مگر آپ کو چونکہ بیٹھے بیٹھے حکم دینا ہوتا ہے۔ اس لیے حد کر دیتے ہیں۔"

"اب کل ہی کی لے لو۔ رات کو مجھے اخبار میں ایک اداریہ دیکھنا تھا اور وہ اخبار جو اسی روز کا تھا ڈھونڈے سے بھی نہیں ملا۔"

"میں نے کہا تو تھا۔ وہ ملازمہ کا بیٹا ملازمت کی تلاش میں ہے۔ کبھی کبھی وہ اس کے لیے اخبار لے جاتی [illegible]"

"شاید!" انجی بولی "شفو تمہیں یہ پتہ ہی نہیں کہ تمہاری ملازمہ تمہارے گھر سے کیا کیا لے کر جا رہی ہے۔ توبہ حد ہوتی ہے لاپروائی کی۔ پتہ ہے عورت اپنے شوہر کے گھر کی امین ہوتی ہے۔ ایک ایک چیز کی نگران۔ تم ملازمہ پر نظر رکھا کرو۔ ان لوگوں کو ذرا سی ڈھیل ملنے کی دیر ہے۔ بس چلے تو پورے گھر کا صفایا کر کے چلتے بنتے ہیں۔"

"اللہ نہ کرے اور یوں بھی یہ تو بڑی ہی بھلی مانس دکھوں کی ماری غریب سی عورت ہے۔" انجی نے ہنس کر شہریار کی جانب دیکھا اور بولی۔

"دیکھا وہی بات۔ یہ جتنی گھنی ہوتی ہیں اتنا ہی خود کو مظلوم بنا کر پیش کرتی ہیں اور میں تو ملازمہ رکھنے کے سرے سے خلاف ہوں۔ یہ تو آج کل صحت اجازت نہیں دیتی اس لیے مجبوری ہے۔"

"ماما اور چاکلیٹ چاہیے۔" اتنی دیر میں اس کا بیٹا ایک پیکٹ ختم کر چکا تھا۔

"بری بات بیٹا!" انجی نے پیار سے بیٹے کو سمجھایا مگر بچے پر اس پیار کا الٹا اثر ہوا نیچے لیٹ کر ٹانگیں چلانے اور چیخنے لگا۔

"اچھا اچھا میں ابھی اور لا دیتی ہوں۔" شفق نے اٹھ کر اس کی پیشانی پر بوسہ دیا اور ایک بار پھر اسے لے کر باہر نکل گئی ساتھ میں انجی کو بھی آنے کو کہا۔

"کیا کچھ بنا لیا ہے لاؤ میں کچھ ہیلپ کروں تم نے خوامخواہ گھر پر یہ سب کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ آرام سے کسی اچھے ریسٹورنٹ میں کھانا کھا لیتے۔"

"تمہارے لیے یہ سب کر کے مجھے بہت اچھا لگ رہا ہے انجی۔ دیکھو ذرا میں نے کیا کیا بنایا ہے۔"

"شہریار کو تم سے بہت شکایتیں ہیں؟" رازداری سے پوچھا۔

"نہیں بالکل بھی نہیں۔ ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو شکایتیں تو نہیں کہنا چاہیے بس انہیں سنجیدہ مزاج بیوی کی آرزو تھی حالانکہ خود یہ خاصے خوش مزاج ہیں مگر چاہتے تھے بیگم گھریلو قسم کی ہو۔ اسے شاپنگ کا کریز نہ ہو۔ سجنے سنورنے میں بھی اعتدال سے کام لے وغیرہ جبکہ مجھے گھومنا پھرنا رات کو دیر تک جاگ کر باتیں کرنا دن میں دو دو بار لباس تبدیل کرنا ساتھ میں میچنگ جیولری استعمال کرنا اچھا لگتا ہے کہ یہی تو دن ہیں میرے میں جانتی ہوں میری زندگی کے یہ دن لوٹ کر تو نہیں آئیں گے۔"

"بالکل ٹھیک کر رہی ہو تم۔ یہ مرد تو ہر بات میں اپنی ہی چلانا چاہتے ہیں۔" انجی نے اسے سمجھایا پھر ڈشز چیک کرنے لگی۔

پھر شفق کے بہت منع کرنے کے باوجود ٹیبل انجی نے سیٹ کی۔ اس کے اصرار پر بولی۔

"تم بس میرا بیٹا سنبھال لو۔ میرے لیے یہی بہت ہے۔ یہی سچ ہے۔ جو بچوں کے ساتھ تھکتی ہوں تو شام ہو جاتی ہے۔"

"چلو پھر ٹھیک ہے اسے میں دیکھ لیتی ہوں۔ شفو آنٹی کے ساتھ دوستی کرو گے نا!" وہ بچے سے باتیں کرنے لگی۔

اسے اکیلے ٹیبل سیٹ کرتے دیکھ کر شہیار نے ہیلپ کی کوشش کی مگر اس نے منع کر دیا۔

"مجھے اس کی عادت نہیں اظہر بھی ایسے کسی کام کو کرتے جو نہیں ہیں اب آپ ہاتھ بٹائیں گے۔ مجھے بڑا عجیب سا لگے گا۔"

اس نے ٹیبل سیٹ کر کے دونوں کو آواز دی۔ پھر دونوں کو کھانا بھی خود ہی پلیٹوں میں نکال کر دیا بلکہ شہیار کو کھانے کے دوران بھی بار بار پوچھتی رہی۔ مختلف ڈشز اس کی جانب بڑھاتی رہی' جب اس نے پانی کے گلاس کی جانب ہاتھ بڑھایا تو جھٹ پانی انڈیل کر دیا۔

"یہ کباب تو اور لیں نا۔ اچھا چاول نہیں تو یہ روٹی لے لیں۔" وہ کتنی توجہ دے رہی تھی۔ شفق نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا اس وقت بھی وہ بچے کو کھانا کھلانے میں مصروف تھی۔ شہیار کی طرف تو خیر اس طرح کا دھیان اس نے کبھی نہیں دیا تھا۔ آج تو اس کی اپنی پلیٹ بھی ٹھنڈی ہو رہی تھی۔

شفق اچھا کھانا بناتی تھی مگر شہیار کو آج کھانے پر جو بہت مزہ آیا اس کی وجہ اس کا اچھا کھانا بنانا نہیں۔ انجی کا توجہ سے سب کچھ پیش کرنا تھا۔

"بہت خوش نصیب ہے انجی کا میاں!"

اور جب رات کے ساڑھے دس بجے وہ دونوں اپنی گاڑی پر انجی اور اس کے بچے کو ڈراپ کرنے گئے تھے اظہر صاحب گھر آچکے تھے۔ بچی کو دودھ کا فیڈر بنا کر پلانے کے بعد اب وہ دو روز پہلے بنائے گئے دال چاول فریج سے نکال کر گرم کرنے کے بعد کھانے بیٹھے تھے۔

"اظہر بھائی! ہم نے تو آپ دونوں کو انوائٹ کیا تھا پھر آپ کیوں نہیں آئے؟" شفق پوچھ رہی تھی جبکہ شہیار کو یہ سانولا قدرے فربہ سنجیدہ سے چہرے والا مرد بالکل اچھا نہیں لگا تھا انجی کے ساتھ تو بالکل سوٹ نہیں کرتا۔

"بس کچھ کام تھا اس لیے آ نہیں سکا۔ میری طرف سے بہت بہت معذرت ویسے بھی جہاں انجی چلی جائیں میری ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اکیلی ہی کافی ہوتی ہیں۔"

پتہ نہیں یہ تعریف تھی یا کیا تھا شفق نے تائید میں سر ہلایا جبکہ انجی گھر آتے ہی بہت سنجیدہ ہو گئی تھی اور لب بھینچے کھڑی تھی۔ اس نے ان دونوں کو اندر آنے کو بھی نہیں کہا۔ یہاں تک کہ شفق نے جانے کی اجازت چاہی بچے کو انجی کی گود میں دیا کہ وہ گاڑی میں ہی سو گیا تھا اور خدا حافظ کہہ کر گاڑی میں آ بیٹھی۔

"عجیب سا ہے انجی کا شوہر!" شہیار نے تبصرہ کیا۔

"ہے ناں' میں تو خود ہی کہتی ہوں وہ انجی کے قابل ہی نہیں۔ بس انجی کے گھر والوں نے ایک بوجھ کی طرح اسے سر سے اتار پھینکا کہ اوپر تلے یہ پانچ بہنیں ہیں بھائی کوئی ہے نہیں۔ جو رشتہ آیا ہاں کر دی۔ یہ نہیں دیکھا انجی کتنی اونچی سوچ رکھنے والی' کتنی خوب صورت اور منفرد سی لڑکی ہے اور یہ اظہر مجھے تو شادی کے روز بھی اچھا نہیں لگا تھا۔ انجی کی قسمت کی خرابی پر میں تو بہت روئی تھی مگر انجی میں بہت صبر ہے اپنے دکھ کسی سے نہیں کہتی' ادھر میرے میکے میں تو سب ہی سمجھتے ہیں کہ انجی بہت خوش قسمت ہے۔"

بات ہو انجی کی تو شفق مسلسل بول سکتی تھی اور یہاں تو سننے والا بھی پوری طرح متوجہ اور اس سے متفق تھا۔



اگلے روز دن کے گیارہ بجے کے قریب جب شفق چھوٹے موٹے سب کام نبٹا کر وارڈ روب سیٹ کرنے کے خیال سے اٹھی تھی کہ انجی کا فون آ گیا وہ کہہ رہی تھی ابھی ابھی سو کر اٹھی ہوں اور پہلا کام یہی کر رہی ہوں۔

"ارے اتنی لیٹ گیارہ بج رہے ہیں۔"

"ہاں بس وہ اصل میں بچے بھی لیٹ اٹھتے ہیں تو میں سوچتی ہوں یہی وقت ہے پھر تو سارا دن کمر سیدھی کرنے کا بھی موقع نہیں ملتا تم بتاؤ میاں جی گھر پر ہیں یا چلے گئے۔ لو وہ تو صبح آٹھ بجے ہی نکل کھڑے ہوتے ہیں۔"

"اچھا یہ بتاؤ ناشتا تو تم ہی بنا کر دیتی ہو گی۔"

"ظاہر ہے انجی! میں تو صبح چھ بجے بستر چھوڑ دیتی ہوں۔"

"ہاں ہاں یہ سب تو کرنا پڑتا ہے۔ یہ بتاؤ۔ کل میرے جانے کے بعد کیا باتیں ہوئیں۔ کچھ میرا ذکر بھی ہوا کہ نہیں۔" اس کے انداز میں بلا کا تجسس تھا۔ اسی وقت ڈور بیل ہونے لگی۔ شفق کا دھیان بٹ گیا بولی۔

"کچھ خاص نہیں ہم لوگ اصل میں تھکے ہوئے تھے تو جلدی سو گئے۔"

"شہریار کو میری تمہاری دوستی پر اعتراض تو نہیں ہے؟" انجی نے پھر بات نکالی۔

"وہ انجی باہر گیٹ پر کوئی ہے۔ میں پھر بات کروں گی۔"



کچھ دنوں کے بعد میکے جانے کا اتفاق ہوا شہریار کو تو ایک دن رہنا تھا اسے چھوڑ کر اگلی صبح واپس آجانا تھا جبکہ اس کا ارادہ تین چار روز ٹھہرنے کا تھا کہ قریبی عزیزوں میں شادی تھی۔ [illegible] شفق [illegible] سامان [illegible] رکھنے کے بجائے بھابھی کے پاس کچن میں آگئی۔

"لائیے بھابھی! میں کچھ ہیلپ کروا دیتی ہوں۔"

"ارے نہیں شفق! کام کوئی اتنا زیادہ نہیں ہے بس تم یہ بتاؤ کیسی گزر رہی ہے؟ میرا خیال ہے شہریار تو بہت اچھے مزاج کا ہے۔ تمہارا بہت خیال بھی رکھتا ہو گا؟"

"بس بھابی! سارے مرد ایک جیسے ہوتے ہیں۔ بیوی کی ہر بات میں مین میخ نکالنے والے۔" اسے انجی کی بات یاد آئی اور اسی کے انداز میں دوہرا بھی دی۔

"ابھی تمہاری شادی کو عرصہ ہی کتنا ہوا ہے۔ ہر شخص کا اپنا مزاج ہوتا ہے ایک دوسرے کے مزاج کو سمجھنے اور اس میں ڈھلنے میں وقت تو لگتا ہے۔"

"بڑی مشکل سے منایا ہے انہیں کہ مجھے تین چار روز کے لیے فیصل آباد چھوڑ دیں۔"

"یہ تو اس کی محبت ہوئی نا۔ تمہارے بغیر رہ نہیں سکتا۔"

"کہاں بھابھی! مرد بڑے مطلبی ہوتے ہیں۔" اسے انجی کے رٹائے سبق یاد تھے۔

"گئی تھیں اپنی دوست انجی کی طرف؟" بھابی نے اسے سمجھانے کا کام پھر کسی وقت پر اٹھاتے ہوئے موضوع بدلا۔

"ارے لو ایک بار قریب ہی تو رہتی ہے ابھی کل بھی آئی تھی۔ اسے ایک شادی میں جانا تھا۔ میرے کچھ ڈریسز لے کر گئی ہے۔"

"تمہارے مگر کیوں اس کے پاس کمی ہے کیا اور تمہارے بالکل نئے والے تو لے نہیں گئی جو تم نے ابھی پہنے بھی نہیں ہوں۔"

"ہاں وہی تو مگر پھر کیا ہوا وہ میری دوست ہے۔"

"شہریار کو پتا ہے؟" ارم نے پوچھا۔

"تو اس میں انہیں بتانے والی کیا بات ہے اور اگر پتہ چل بھی جاتا ہے تو وہ کیا برا مانیں گے۔ وہ تو خود انجی سے اتنے متاثر ہیں۔" پچھ ارم کے ہاتھ سے چھوٹے چھوٹے بیچا۔

"شہریار کے ساتھ جاتی ہو اس کے گھر، جتنی دیر وہاں رہتی ہو وہ بھی ادھر ہی رہتا ہے یا تمہیں ڈراپ کر کے آجاتا ہے؟"

"اب تو شہریار کی بھی بہت دوستی ہو گئی ہے۔ اصل میں متاثر تو وہ پہلی ملاقات میں ہی ہو گئے تھے۔ اب تو جتنی باتیں مجھ سے ہوتی ہیں اتنی ہی ان سے ہوتی ہیں۔"

"اور اس کا میاں کیا اس سے بھی شہریار کی دوستی ہو گئی ہے؟"

"وہ گھر ہوتا ہی کہاں ہے آپ کو نہیں پتا بھابی! انجی بہت دکھی عورت ہے اس کی گھریلو زندگی بہت ڈسٹرب ہے مجال ہے جو اس کا میاں گھر کو ذرا سا بھی وقت دے پتہ نہیں کہاں کہاں پھرتا رہتا ہے۔ اگر بڑا بزنس مین ہوتا تو گھر میں بھی خوش حالی دکھائی تو دیتی مگر وہاں پرانے سے برتن اڑے رنگوں کی بیڈ شیٹس۔ بس ہر شے میلی میلی۔ یہ تو انجی کی ہمت ہے چپ چاپ لب

سے گزارا کر رہی ہے۔ شہریار تو کہتے ہیں۔ آج کے دور میں انجی جیسی بیوی چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتی۔"

"انجی جیسی بیوی اور تمہارے بارے میں کیا کہتے ہیں شہریار؟" ارم بہت سنجیدہ دکھائی دے رہی تھی۔

"میرے بارے میں" وہ زور سے ہنسی "کہتے ہیں بہت بچپنا ہے تم ہی لاپروا بھی ہو اور بچوں کی طرح ضد بھی کرتی ہو۔"

"تعریف بھی تو کرتے ہوں گے۔" ارم ہنسی وہ اس کا ساتھ نہیں دے سکی۔

"پتا ہے انہیں میرا کام والے کپڑے پہننا برائٹ کلر کی لپ اسٹک استعمال کرنا بالکل پسند نہیں اور ہائی ہیلز سے تو جیسے انہیں الرجی ہے۔ کہتے ہیں انجی سے ہی سبق سیکھو، یقین نہیں آتا۔ تم لوگ اتنی پرانی دوست ہو تمہارے مزاج میں زمین آسمان کا فرق ہے۔"

"انجی تو ہمیشہ شوخ کلر استعمال کرتی تھی بلکہ ضرورت سے زیادہ بھڑکیلے کپڑے پہنتی تھی۔"

"ہاں میں تو خود حیران ہوئی جب وہ ایک بدلے ہوئے روپ میں سامنے آئی۔"

"اس نے ملنے سے پہلے تم سے پوچھا تھا کہ شہریار کو کیا اچھا لگتا ہے اور کیا پسند نہیں؟"

"اس نے کیا پوچھا تھا۔ میں نے خود ہی سب کچھ بتایا تھا۔ آپ کو پتہ ہے انجی سے میں بھلا کچھ چھپا تھوڑی سکتی ہوں۔"

"دیکھو شفق! میں جانتی ہوں۔ تمہارے دل میں جو محبت انجی کے لیے ہے وہ میرے لیے نہیں ہے مگر تم میری پھوپھو زاد بہن بھی ہو اور نند بھی ہیں تمہارے لیے بھی برا نہیں سوچ سکتی۔ تم سے جو بھی کہوں گی۔ غور سے اور ٹھنڈے دل سے سننا۔ کچھ عورتوں کو نمایاں رہنے اور دوسروں پر چھا جانے کا شوق ہوا کرتا ہے۔ میں نے آج سے بہت سال پہلے جب میں بیاہ کر آئی تھی..."

"کیا بات ہے آج کھانے میں کچھ دیر نہیں ہو رہی لگتا ہے آپ دونوں نند بھاوج صرف باتیں بنا رہی ہیں؟" بھیا نے اچانک انٹری دی۔

"بس سب کچھ تیار ہے۔" بھابی جلدی جلدی بولیں اور اسے برتن ٹیبل پر رکھنے کو کہا۔

پھر مصروفیت میں یہ بات مکمل کرنے کا اس روز موقع نہیں ملا۔

اگلے روز کچھ مہمان چلے آئے۔ پھر شادی کا فنکشن ارم جو بات کہنا چاہتی تھیں موقع نہیں مل رہا تھا مگر یہ بات دل سے نکل نہیں تھی۔

جب وہ شہریار کے ساتھ واپسی کے لیے تیار تھی تو بس ارم اتنا ہی کہہ سکی۔

"انجی کی طرف کم جایا کرو۔ اپنے گھر کی جانب اور شوہر کی جانب توجہ دو۔"

اور بھلا اتنی سی بات کا انجی کی دیوانگی پر کیا اثر ہو سکتا تھا جبکہ وہ یہ بھی جانتی تھی ارم بھابی شروع سے ہی انجی کو ناپسند کرتی ہیں۔

لاہور پہنچتے ہی اس نے انجی کو اپنی واپسی کی اطلاع دی۔

"میری طرف آؤ ناں بلکہ میں آج دوپہر کو آ جاؤں گی کھانا بھی مل کر کھائیں گے۔"

"سچ انجی میرے لیے اس سے زیادہ خوشی کی کیا بات ہو سکتی ہے۔ آجاؤ بہت سی باتیں کرنا ہیں۔"

"وہ شہریار کو تو اعتراض نہ ہوگا کہ اتنے دنوں کے بعد بیگم آئی اور سہیلی بھی آ گئی ہے۔"

"ارے وہ کوئی گھر میں تھوڑی بیٹھے ہیں۔ آفس گئے ہیں۔"

"آفس یعنی آج بھی آفس ہے انہیں تمہارے آنے کی کوئی خوشی نہیں ہے۔"

"خوشی تو ہے مگر جاب بھی تو ضروری ہے ناں انجی!"

"بس ہم عورتیں! یہ مرد ہمیں ہمیشہ اپنی مجبوریوں کی داستان سنا کر بلیک میل کرتے رہتے ہیں' اچھا میں آ رہی ہوں۔ بس بچوں کو تیار کرلوں۔"

اسے تو بس بچوں کو تیار کرنا تھا۔ شفق کو اتنے دنوں سے بکھرا گھر سمیٹنا تھا ملازمہ تو آتی تھی مگر صرف جھاڑو پوچا لگاتی تھی۔ باقی ڈسٹنگ بھی کرنا تھی۔ شہریار کے بہت سے میلے کپڑے بھی رکھے تھے۔ استری کے لیے بھی اس نے نکالے تھے۔ سب سے ابتر حال میں کچن تھا۔ وہ جلدی جلدی سب سمیٹ رہی تھی۔ جب انجی آئی۔ کچن سیٹ ہو چکا تھا مگر وہ رف سے حلیے میں تھی اسے نہانے کا موقع نہیں مل سکا تھا۔

"ہائے شفو! کتنا یاد کیا میں نے تمہیں۔" وہ بیٹی کو گود میں لیے بیٹے کی انگلی تھامے اس کے سامنے تھی۔" ذرا ٹیکسی والے کو فارغ کرو اور تمہارے کپڑے بھی واپس لے آئی ہوں ٹیکسی میں کالا بیگ ہے۔ اس میں رکھے ہیں۔ وہ بیگ بھی اٹھا لانا۔"

"مما! بسکٹ چاہئیں۔" بچہ ضد کر رہا تھا وہ ٹیکسی والے کی جانب چلی۔

اس سے فارغ ہو کر آئی۔ بچہ مسلسل شور کر رہا تھا اس کے لیے بسکٹ نکالے انجی کو بتانے کے لیے [illegible] کیا تھا اور وہ بھی بہت کچھ بتانے کے لیے بے چین تھی۔ اس کے قصے شفق سے کہیں زیادہ سنسنی خیز تھے۔

"پتہ ہے وہاں ایک میجر صاحب تو مجھ پر عاشق ہی ہو گئے۔ بس جدھر میں ادھر ہی۔ میجر صاحب' یہ جو تم سے ڈریسز لے کر گئی تھی۔ میں بتا نہیں سکتی مجھ پر کتنے اچھے لگے۔ کتنی خواتین نے تو مجھ سے اس بوتیک کا نام پوچھنا چاہا۔ میں نے کہہ دیا۔ رہنے دیں ضروری نہیں جو مجھ پر جچ رہا ہے وہ آپ پر بھی جچے۔ بس شفو! کیا بتاؤں اس جواب پر کیسے منہ نکل آئے تھے ان کے بڑا مزہ آیا۔"

"اظہر بھائی نے بھی تعریف کی؟" اس نے بڑے اشتیاق سے پوچھا۔

جواب میں انجی نے منہ بنایا اور بولی۔

"کئی سال سے سن رہی ہوں ان کی تعریفیں۔ اب تو بور ہونے لگی ہوں۔"

"کمال ہے انجی تمہارا شوہر تمہاری تعریف کرتا ہے تو تمہیں اچھا نہیں لگتا؟" اسے حیرت ہوئی تھی۔

"جو ہر وقت تعریف ہی کرے پھر اس کی بات کی کوئی اہمیت نہیں رہتی۔ تمہاری ابھی نئی نئی شادی ہوئی ہے۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھو گی۔ بس تم ذرا ان میجر صاحب کی تو سنو' ہائے بس شفو! یہ مرد بھی ناں ہوں گے چالیس کے قریب۔ بیوی بھی اسمارٹ سی کیوٹ سے بچے مگر جہاں میں وہاں وہاں ان کی پیاسی نگاہیں۔ سچی تم ہوتیں تو دیکھتیں بڑا مزہ رہا۔"

"اظہر بھائی بھی تو وہیں ہوں گے انہوں نے میجر صاحب کی تم پر نگاہ کو محسوس نہیں کیا مرد تو اس معاملے میں بڑے حساس ہوتے ہیں۔ مرنے مارنے پر بھی اتر آتے ہیں؟"

"کیا شہریار نے ایسا کچھ کیا؟" وہ اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے پوچھنے لگی۔

"ہاں جب ہم لوگ ہنی مون کے لیے کاغان گئے تھے ناں تو کئی بار بس میری وجہ سے ان کا جھگڑا ہوتے ہوتے رہ گیا۔ اچھا تم بیٹھو میں تمہارے لیے چائے بنا لاؤں۔"

"صرف چائے نہیں بھلکڑ لڑکی! تمہیں بتایا تو تھا۔ ہم لوگ دیر سے سو کر اٹھتے ہیں چھوٹی کو تو فیڈر بنا دیا تھا۔ بیٹے کو تو بھوکا ہی لے آئی تھی۔ اسی لیے تو اب بسکٹ کے لیے ضد کر رہا تھا۔"

"ہائے انجی کیسی ظالم ماں ہو تم!" اس نے بچے کے گال پر بوسہ دیا۔

"مجھے پتا تھا اپنی خالہ کی طرف جا رہا ہے۔ اس لیے ناشتا نو پرابلم۔"

"ہاں میں لنچ میں اچھا سا تیار کرلوں گی۔"

"لنچ پر تمہارے میاں صاحب بھی ہوں گے۔"

"ہاں بھئی ظاہر ہے وہ تو ہوں گے۔"

"ٹھیک ہے پھر لنچ کہیں باہر ہی جا کر کرلیں گے۔"

"نہیں نہیں انجی اتنے دنوں کے بعد تو گھر آئی ہوں

شہیار سے کہا تھا آج کوفتے بناؤں گی تو اب مجھے اچھا نہیں لگتا کہ وہ گھر آئیں اور میں کہوں کچھ بنایا ہی نہیں۔ پھر کبھی چل کر کھائیں گے۔"

"میں تو مہمان ہوں میزبان تم اب تم جو بھی جہاں بھی کھلاؤ گی چپ کر کے کھالوں گی۔"

انجی کی باتوں کے دوران ہی اس نے وارڈ روب سیٹ کی۔ شہیار اپنی نفاست پسندی کا ڈھنڈورا ابھی تو خوب پیٹتا تھا۔ مگر اتنے دن میں مجال ہے جو کچھ بھی ٹھکانے پر رہا ہو۔

انجی قصے سناتی رہی۔ وہ کمرہ سیٹ کرتی رہی بیڈ شیٹ تبدیل کر کے جب وہ لاؤنج میں آئی۔ انجی بھی ادھر آگئی۔ لاؤنج وہ انجی کی آمد سے پہلے سیٹ کر چکی تھی مگر بیٹھنے کا اس کے پاس وقت نہیں تھا۔ اسے ایک بھرپور لنچ کی تیاری کرنا تھی۔ بہت کچھ تو بازار سے منگوانے والا تھا۔ اس کے لیے انجی نے اپنی خدمات پیش کر دیں۔

"بچوں کو تم دیکھو۔ میں بس یوں گئی اور یوں آئی۔" انجی جھٹ کھڑی بھی ہو گئی۔ اس نے لسٹ تھمادی۔

واقعی انجی نے بڑی پھرتی دکھائی۔ ایک گھنٹے میں لدی پھندی واپس آگئی۔

"اتنا کچھ؟" وہ ٹھٹکی اس نے یہ سب نہیں منگوایا تھا۔ شاید وہ اپنی شاپنگ بھی ساتھ ہی کر آئی ہے۔ یہی سوچ کر اس نے سوال نہیں کیا۔

"لو بھئی شفو! میں نے تو تمام پیسے جو تم نے دیے تھے خرچ کر ڈالے۔ یہ سوچ کر کہ روز روز تمہیں پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔" اس نے سب سے پہلے دو تین طرح کے بسکٹس کے پیکٹ اور پھر چاکلیٹ کے پیکٹ نکالے۔ پھر آئس کریم پیک کی باری آئی۔ موسمی فروٹ اور آخر میں اس کی مطلوبہ چند اشیاء۔ بیٹے کو چاکلیٹ اور اس کی پسند پوچھ کر اسٹک پکڑائے خود فروٹ لے کر بیٹھ گئی۔

"آؤ ناں تم بھی۔ بہت میٹھی ہے۔" اس نے موسمی کا مزہ لیتے ہوئے اسے بھی دعوت دی مگر اس کے پاس وقت نہیں تھا۔

وہ کوفتوں کا مسالہ بنا چکی تھی مگر ویجی ٹیبل رائس، چکن کڑاہی کے مسالے کی تیاری ابھی باقی تھی۔ شامی کباب کا قیمہ بھی ابھی ابھی چولہے پر رکھا تھا۔ دو تین طرح کے سلاد بھی بنانا تھے میٹھے میں تو چلو انجی جو آئس کریم لائی ہے وہی چل جائے گی۔

اس کا خیال تھا سلاد کے لیے وہ انجی سے کہہ دے گی مگر اس کی بچی نے نیند سے جاگ کر رونا شروع کیا تو پھر انجی کو سوائے اسے سنبھالنے کے کچھ بھی ہوش نہیں رہا۔

"یہ میرے دونوں بچے بھی ناں مجھ پر پڑے ہیں۔ غصے سے خوب چیختے چلاتے ہیں۔" انجی بچی کو کاندھے سے لگا کر تھپکتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"اور اظہر بھائی کیا وہ غصے میں شور نہیں ڈالتے؟"

"ارے وہ پورا گھنا آدمی ہے۔ مجال ہے جو کبھی اپنے جذبات کا اظہار کرے۔ بس چپ چاپ جو کہوں گی 'مانتا چلا جائے گا اور یار! میرے خیال میں شوہروں کی رائے کو زیادہ اہمیت دینا [illegible] چاہیے۔ [illegible] مجھ سے فرما رہے تھے۔ آج مٹر پلاؤ کھانے کو جی چاہ رہا ہے میں نے کہا۔ میں تو اپنی دوست کی جانب جا رہی ہوں بازار میں بہتیرے کھانے ملتے ہیں جو کھانے کو جی چاہے کھالیا کریں" "بس شفو! تمہیں تو پتہ ہے گھر میں مجھ سے بڑی دو بہنیں تھیں اور دونوں ہی کوکنگ کی شوقین۔ ایسے میں میرے لیے کہاں گنجائش رہ جاتی تھی پھر میری امی خود بھی کھانا بنانے اور گھریلو کاموں میں مصروف رہنے کو ترجیح دیتی تھیں مجھے تو بس گھومنے پھرنے کا شوق رہا ہے۔ خواہش تھی جیون ساتھی بھی ایسا ملے گا" اسے تو اپنے بزنس سے ہی فرصت نہیں اور بزنس بھی کیسا؟ آمدن گزارے لائق اور خواری ہر وقت کی میں تو کہتی ہوں یہ کام چھوڑ کر کوئی دوسرا شروع کر دو اور نہیں تو اسپیئر پارٹس کی دوکان ہی کھول لو کہ بزنس بھی وہ اسی کا کرتے ہیں مگر فرماتے ہیں۔ یہ سب اتنا آسان نہیں بھاڑ میں جاؤ۔ جہنم میں جھونکو مجھے کیا۔" انجی شاید تصور میں شوہر کو سامنے پا رہی تھی

اسی لیے تلخ ہو رہی تھی۔

"اچھا تم اپنا موڈ مت خراب کرو۔ یوں جل کڑھ کر تو اپنی صحت برباد کر لو گی۔ پلیز انجی! میری خاطر اور اپنے ان معصوم بچوں کی خاطر آخر انہیں تم کو ہی دیکھنا ہے۔ اپنی صحت اچھی نہیں ہو گی تو ان کی دیکھ بھال کیسے کر پاؤ گی۔"

"ہاں تم ٹھیک کہتی ہو۔"

بچی سو چکی تھی وہ اسے لٹانے کے لیے اندر چلی آئی واپس آ کر فریج سے جوس کا پیکٹ نکالا اور گلاس میں ڈال کرنے لگی۔

"ماما! مجھے بھی دو۔" اس کا بیٹا کچن کے سامنے لاؤنج میں ہی بیٹھا پرانے میگزین سے کھیل رہا تھا جوس دیکھ کر فوراً "ادھر آیا۔

"اوہو ایک تو تم بھی نایاب کی طرح مجھے کھاتا پیتا نہیں دیکھ سکتے" انجی کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ اس لیے پینے بیٹھ گئی تھی کہیں بچی۔ تم پی لو ہو جاؤ خوش" انجی نے گلاس اس کے قریب پٹخ دیا۔

"انجی! ارے ایسے کیوں بولتی ہو تم اور بچے بولتے" اس نے منانا چاہا۔

"کیسے لے لوں۔ تم بھی کیا سوچو گی؟"

شفو نے آگے بڑھ کر فریج کھولا اور دوسرا گلاس بھر کر اسے تھمانے کے بعد پھر کام میں مصروف ہو گئی۔

انجی جوس پینے کے دوران بھی اسے اپنی زندگی کے دکھوں کے بارے میں بتاتی رہی وہ سن سن کر افسردہ ہوتی رہی۔

شہریار گھر آیا۔ اس کے سامنے کچن میں دو خواتین موجود تھیں ایک اس کی بیوی جس کے بال بکھرے تھے کپڑے ملگجے اور پاؤں میں باتھ روم سلیپر تھے اور دوسری بہترین تراش خراش کا فٹنگ والا اسٹائلش سوٹ پہنے لائٹ میک اپ کیے ہوئے سامنے تھی اور اس کے پیروں میں جوتی بھی بہت اچھی تھی۔ اس کے چہرے پر نرم مسکراہٹ تھی اور شہریار کی گاڑی کی آواز سنتے ہی وہ سلاد بنانے کی تیاری میں بہت کچھ اپنے آگے رکھے چھری ہاتھ میں لیے بیٹھی گاجر چھیل رہی تھی جبکہ شفق اس کی کہانی سن سن کر افسردہ سے چہرے کے ساتھ سامنے تھی۔

"کیسی ہیں آپ؟ کب آئیں؟" شہریار نے بہت اخلاق سے پوچھا۔

"میں اچھی ہوں بس آج آپ لوگوں سے ملنے کو جی چاہا تو چلی آئی حالانکہ جانتی تھی یہ کتنے دنوں کے بعد میکے سے آئی ہے۔ آپ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارنا پسند کریں گے مگر پھر بھی بس رہا نہیں گیا۔"

"کیسی بات کرتی ہیں آپ۔ یہ آپ کا اپنا گھر ہے اور ہمیں تو خوشی ہوتی ہے جب آپ ہمارے گھر آتی ہیں۔"

"تو اور کیا مگر یہ مسلسل ایسی ہی باتیں کر کر کے مجھے غصہ دلاتی ہے۔"

"غصے میں آنے والی بات نہیں ہے شفق! یہ تو تمہارا رویہ ہے جو اس گھر سے ان کی اجنبیت کے احساس کو ختم کر سکتا ہے۔" اس نے بڑی سنجیدگی سے کہا اور شفق اثبات میں سر ہلانے لگی۔

انجی کا بیٹا تو لاؤنج میں ٹی وی پر کچھ دیکھنے بلکہ چینل سرچ کرنے میں مصروف تھا کمرے میں آیا تو اس کی بچی بیڈ پر سو رہی تھی۔ فیڈر قریب ہی اوندھا پڑا تھا اور دودھ نپل سے ٹپک کر نفیس چادر بھگو رہا تھا تکیے کے پاس پیمپر کا پیکٹ جبکہ بیڈ پر ہی اس کا بیگ اوندھا کھلا رکھا تھا سائیڈ ٹیبل پر بھی کچھ اشیاء دھری تھیں۔ اس نے بے اختیار شفق کو آواز دے ڈالی۔

وہ آئی تو بولا "یہ کیا پھیلاوا ہے؟ تم یہ سب سمیٹ کر ایک طرف رکھو۔ انجی تو مہمان ہے تم اسے یہ سب رکھنے کی جگہ بتاؤ اور پلیز بچی اٹھ جائے تو بیڈ شیٹ چینج کر دینا۔ یہ دیکھو فیڈر سے دودھ ٹپک گیا ہے۔"

اگرچہ دودھ بہت معمولی مقدار میں گرا تھا مگر شہریار کی نفاست پسند طبیعت پر گراں گزر رہا تھا۔

"آپ تو معمولی سی بات کا بتنگڑ بنا لیتے ہیں جہاں چھوٹے بچے ہوتے ہیں وہاں یہ سب تو ہوتا ہی ہے۔"

وہ ابھی ابھی انجی کی مظلومیت کے قصے سن کر آئی تو

آرہی تھی اسی لیے شہریار کا یہ سب کہنا اسے انجی کی ذات پر تنقید لگا تھا اور چپ نہیں رہ سکی تھی۔

"میں نے ایسا کیا کہہ دیا ہے۔ صرف بیڈ شیٹ چینج کرنے کی درخواست ہی تو کی ہے نا!" ایک تو تھکن دوسرا شفق کا میلا کچیلا حلیہ تیسرا خواہ مخواہ اس کا منہ پھلا کر بولنا جس پر وہ ہمیشہ اسے ٹوکتا تھا آج غصہ دلا گیا۔

"آپ کو اچھا ہی نہیں لگتا کہ میری دوست یہاں آئے۔ وہ بے چاری تو پہلے ہی اتنی دکھی ہے۔" شفق کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔

"فضول کے اندازے مت لگایا کرو' وہ بہت نفیس لڑکی ہے۔ ایسے لوگوں کو میں ذاتی طور پر بھی پسند کرتا ہوں آئندہ یہ بات مت کرنا کہ مجھے اس کا یہاں آنا پسند نہیں۔"

وہ سیل فون بستر پر اچھال کر واش روم کی جانب بڑھ گیا۔

شفق گہری سی سانس لے کر باہر آگئی۔ سب کچھ تقریباً تیار تھا صبح سے باتیں بناتی انجی اب سلاد بنانے بیٹھ گئی تھی مگر وہ کچھ انجی کی باتوں میں کچھ شہریار کے رویے میں ایسی الجھی کہ اسے چینج کرنے اور ہلکا پھلکا سا تیار ہو جانے کا خیال ہی نہیں آیا اور انجی نے بھی اسے یہ احساس نہیں دلایا جب وہ دوبارہ کچن میں آگئی۔ انجی بڑی سستی سے سبزی کاٹ رہی تھی اسے دوسری چھری اٹھانا پڑی۔

"کیا کہہ رہے تھے شہریار؟" یہ سوال ایسا تھا جس کی توقع شفق بہرحال نہیں کر سکتی تھی اور اب تو جو کچھ شہریار نے کہا تھا۔ وہ انجی سے کہنے والا تھا ہی نہیں۔ ابھی وہ خاموش ہی تھی کہ انجی بولی۔

"بہت دنوں کے بعد ملے ہو نا' بے تاب تو ہوگا تمہارے لیے۔" یہ سب کہتے ہوئے اس کے چہرے پر عجیب سا تاثر اور لہجے میں گہری ٹھنڈک سی تھی جسے شفق نے اس لیے محسوس نہیں کیا کہ انجی کا یہ کہنا اسے شدت سے احساس دلا رہا تھا۔ شہریار نے جو کہا بہت غلط کہا۔ وہ اتنے دنوں کے بعد ملے ہیں۔ آج اکٹھے لنچ کر رہے ہیں مگر شہریار نے اس بات کو بالکل بھی دھیان میں نہیں رکھا۔ اسے میں ہمیشہ احمق لاپروا اور غیر سنجیدہ دکھائی دیتی ہوں وہ چپ چاپ سلاد کے لیے چیزیں بناتی رہی۔ انجی بھی اسی کام میں مصروف کن انکھیوں سے اس کا چہرہ پڑھتی رہی۔

اس روز وہ شہریار کے ساتھ پہلے سے زیادہ بے تکلف تھی۔ اس کے مشاغل' کالج لائف کی باتیں' اس کی پسند ناپسند سب براہ راست ڈسکس کرتی رہی۔ کھانے کی میز پر پہلے ہی کی طرح اس نے دونوں کو خود کھانا سرو کیا۔

اس کے لیے وہ کچن میں شفق کی پیشانی پر بوسہ دے کر کہہ چکی تھی۔

"میں جانتی ہوں میری جان' تم بہت تھک گئی ہو۔ بس کھانا کھاتے ہی ریسٹ کرو اور ہر اوگی بوگی سوچ کو ذہن سے نکال دو۔"

آخری بات پر شفق نے چونک کر سر اٹھایا تھا وہ اس کی بچپن کی سہیلی اس کی درد آشنا' بات کے بغیر ہی سمجھ گئی تھی۔ وہ انجی سے لپٹ گئی انجی اس کی پشت پر جھکی اور اب [illegible] بار بار [illegible] دے رہی تھی اور بہت اصرار سے سہلا رہی تھی۔

شفق کچھ تو تھک گئی تھی۔ کچھ اسے انجی کی بات نے یہ احساس دلایا تھا کہ آج اتنے دن کے بعد ملنے کی وجہ سے شہریار کا انداز اس کے لیے بے تابی لیے ہوئے ہونا چاہیے تھا' وہ چپ چپ سی تھی اور اس کی یہ چپ شہریار کو غصہ دلا رہی تھی۔ شرمندہ بھی کر رہی تھی کیسی ال منڑ لڑکی ہے اسے احساس نہیں انجی مہمان ہے اور اس کی خاطر اس کا فرض ہے نا کہ وہ بے چاری ہمیں ایک ایک ڈش اٹھا کر پیش کرتی رہے' بکھرے بال' صبح کا ڈھلا ہوا چہرہ' رات کو پہنے کپڑے اسے اور بھی غصہ دلا رہے تھے کھانے کے بعد شفق برتن سمیٹ کر کچن میں چلی گئی اور وہ دونوں باتیں کرتے رہے پھر اس کا بیٹا کسی بات پر ضد کرنے لگا۔ شفق اسے اٹھا کر لان میں لے آئی۔ اس کے ساتھ کھیلتی رہی۔ وہ دونوں باتیں کرتے رہے۔ اس کا خیال تھا۔ انجی کھانا کھا کر چلی جائے گی مگر وہ ایسے خیال میں دکھائی

نہیں رہی تھی۔ شفق نے کپڑے نکالے اور نہانے کے ارادے سے باتھ روم میں گھس گئی کہ انجی کو شہریار کھینچ دے رہا تھا نال۔

نہا کر نکلی تو شہریار اس کو اپنی اسکول اور کالج کے زمانے کی تصاویر دکھا رہا تھا دونوں خوب انجوائے کر رہے تھے ڈارک پرپل سوٹ۔ جس پر ملٹی کلر سے کڑھائی کی گئی تھی پرپل کا شیڈ دیتی ہی لپ اسٹک لگائے جب وہ سامنے آئی دونوں نے سر اٹھا کر دیکھا۔

"اوں ہوں یہ کون سا کلر پہن لیا ہے تم نے پلیز اتنے بھی ڈارک کلر مت پہنا کرو۔"

وہ بلاشبہ اپنی گوری رنگت میں اس کلر کے ساتھ بہت نمایاں ہو رہی تھی شہریار کی نظروں میں ستائش ابھری ہی تھی کہ انجی کے جملے نے اس کی بھی سوچ بدل دی۔

"واقعی میرا خیال ہے انجی ٹھیک کہتی ہے یہ کلر کچھ عجیب سا ہے۔"

"میں تبدیل کر کے آتی ہوں۔" وہ تو فوراً شرمندہ ہو گئی [illegible] نہیں گھنٹہ لگا کر نکلی ہو تو اب چینج کرنے چل پڑو مجھے تو تم ہر رنگ میں اچھی ہی لگتی ہو۔ میں تو اس لیے کہہ رہی تھی کہ دوسرے تمہیں میری نظر سے تھوڑی دیکھتے ہیں۔ لباس شخصیت کا آئینہ ہوتا ہے اور یہ وہ کلر ہے جو گنواروں میں خوب پہنا اور پسند کیا جاتا ہے۔"

"وہ انجی میں نے تو..." شہریار کے لبوں پر انجی کی بات سن کر آنے والی مسکراہٹ نے اسے روہانسا کر دیا وہ وضاحت میں کیا کہنا چاہ رہی تھی اسے بھول ہی گیا۔

"اچھا۔ اب اچھی سی چائے تو بناؤ۔ ہم تمہارے انتظار میں بیٹھے تھے ورنہ میں اس وقت چائے لے لیتی ہوں۔"

وہ اثبات میں سر ہلا کر کچن میں چلی آئی۔

"چلو آج چائے کہیں باہر چل کر پیتے ہیں۔" وہ کچن میں گئی ہی تھی کہ انجی کو خیال آیا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔" شہریار نے اثبات میں سر ہلایا۔

انجی شفو کو آوازیں دینے لگی۔

"چائے رہنے دو۔ ہم کہیں باہر چل کر پیتے ہیں۔"

وہ ہمیشہ شام کی چائے اپنے بیڈ پر بیٹھ کر پورے سکون کے ساتھ پینا پسند کرتی تھی مگر انجی کی خواہش کو رد نہیں کر سکی اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم میرے بیٹے کے کپڑے چینج کرو۔ میں بچی کو دیکھ لوں۔" انجی اس کے بیڈ روم کی جانب بڑھ گئی وہ بچے کے کپڑے لینے اندر آئی تو انجی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے میک اپ میں مصروف تھی۔ تیار ہو کر پورے آدھے گھنٹے میں باہر آئی۔



وہ کبھی بھی ایک دوسرے سے جھڑپ کے بعد روٹھے نہیں تھے بات ہوتی اور ختم ہو جاتی اور آج ایسا کچھ خاص ہوا بھی تو نہیں تھا مگر اس کا جی بھی اچاٹ سا تھا اور شہریار بھی بے گانگی برت رہا تھا۔ انجی کو فون پر بتایا تو بولی۔

"مردوں کو نخرے دکھانے کی عادت ہوتی ہے ایک دو روز گزرنے دو خود ہی ٹھیک ہو جائے گا۔ ویسے کیا تم روٹھ جاؤ تو مناتا ہے۔ گجرے لا کر بھی گانا گا کر۔"

"میں کبھی روٹھی ہی نہیں یہاں گانے تو وہ ویسے بھی مجھے دیکھ کر گاتے رہتے ہیں اور گجرے بھی لے آتے ہیں۔"

"اچھا تم اسے بہت اچھی لگتی ہو؟" پتہ نہیں انجی ان کی ازدواجی زندگی کو اتنا کریدتی کیوں تھی اور شفق نے بھی کبھی اس سے کوئی بات کب چھپائی تھی۔

شہریار کی خفگی نے اسے نڈھال کر دیا تھا وہ زیادہ دن سہہ نہیں سکی اور اسے بخار ہو گیا۔

"اچھا ہے مر جاؤں جب انہیں پروا ہی نہیں میری تو میں جی کر کیا کروں۔ جب مر جاؤں گی پھر تو یاد کریں گے پھر مجھے پکاریں گے مگر تب میں کہیں نہیں ہوں گی جب تک انہیں اپنی زیادتی کا احساس انہیں کچوکے لگائے گا۔" وہ کیا کیا سوچتی اور روتی رہی شہریار گھر آیا اس نے اپنی طبیعت کی خرابی کے بارے میں نہیں

جتایا۔ معمول کے مطابق کھانا تیار کرتی رہی۔ ٹیبل پر لگاتے اسے چکر آیا۔ ڈش تو ٹیبل پر رکھ دی مگر توازن برقرار نہیں رکھ سکی اور خود فرش پر آگری۔

"شفق!" شہریار تیزی سے اس کی جانب لپکا۔ ہاتھ لگایا تو اس کا جسم انگارے کی مانند لگا۔

"کیا کروں؟" اس نے اپنے بازوؤں میں بے ہوش شفق کو پریشانی سے دیکھتے ہوئے سوچا۔ پھر ذہن میں سب سے پہلے انجی کا خیال آیا۔ اس کو کال کیا۔ شفق کی حالت بتائی۔ "آپ پریشان نہ ہوں۔ میں ابھی آرہی ہوں اور یہیں قریب ہی ناہید کلینک ہے آپ اسے لے کر وہیں پہنچیں میں ابھی ادھر ہی آؤں گی۔" اور ڈیڑھ گھنٹے بعد جب وہ دوبارہ گھر آئے تو انجی ان کے ساتھ تھی اور شفق ہوش میں تھی۔

"یہ کیا حماقت ہے شفو! تمہیں بخار تھا تو تم نے شہریار کو بتایا کیوں نہیں۔ ذرا ذرا سی بات پر اتنی شدید ناراضی ارے جہاں محبت ہوتی ہے وہاں تو بڑی سے بڑی بات نظر انداز کر دی جاتی ہے۔ تم ایک فضول سی بات کو دل سے لگا کر بیٹھی رہیں۔ قدر کرو اپنے میاں کی ایسے اچھے انسان تو چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے۔"

"انجی! بچے کہاں ہیں اور اظہر بھائی نے تمہارے یوں آجانے پر برا تو نہیں مانا؟"

"اظہر پشاور گئے ہیں ان کی واپسی اب ایک ہفتے سے پہلے تو مشکل ہی ہوگی بچوں کی فکر نہ کرو۔ وہ ہیں نا ہماری ایک رشتہ دار۔ بے چاری بیوہ اور لاچار سی ہیں۔ وہ آئی ہوئی ہیں بچے انہی کے پاس ہیں۔ وہ بہت اچھی طرح سنبھال لیتی ہیں۔ تم بس اپنی فکر کرو۔"

"ہاں میں ٹھیک ہوں۔" اسے نقاہت سی تھی۔ بولنا مشکل ہو رہا تھا۔

گھر آکر شہریار نے اسے سہارا دے کر گاڑی سے اتارا اور بیڈ روم میں لے گیا۔ اسے لاؤنج میں رک جانا چاہیے تھا مگر وہ پیچھے چلی آئی تھی اور شہریار نے اس کی موجودگی کے باوجود شفق کا بوسہ لے کر اسے اپنی بے تابی اور پریشانی کے بارے میں بتایا تھا پھر انجی سے بولا۔

"آپ پلیز اس کے لیے سوپ اور دلیہ وغیرہ بنا دیں؟"

"نہیں، نہیں انجی تم تکلیف مت کرو۔ ابھی بخار کم ہوگا تو میں خود بھی بنالوں گی۔"

"اوہو! دوست ہے تمہاری۔" شہریار نے اسے تکلف پر سمجھایا۔

انجی کو کچن میں آنا پڑا اور کچن کے کاموں سے اس کی ہمیشہ جان جاتی تھی وہ اکثر کھانا بازار سے منگواتی یا ملازمہ سے پکواتی۔ اسے وہی غنیمت لگتا اور پھر یہ وہ خاتون جن کی عمر پچاس پچپن کے قریب تھی اظہر کی رشتہ دار تھیں جب وہ آجاتیں۔ اسے بڑی سہولت ہو جاتی۔ کھانا بنانے سے تو بالکل ہی جان چھوٹ جاتی اور بچوں کو بھی پھوپھی ہی دیکھتیں۔

"پتہ نہیں کس طرح کا سوپ بنانا چاہیے۔" اس نے کچھ دیر سوچا پھر فریج سے چکن نکال کر ڈھیر سارے پانی میں نمک اور کالی مرچ کے ساتھ ڈال کر چولہے پر چڑھا دیا۔

"اب چائے [illegible] سے جوس لے لیتے۔ مجھے ملازمہ [illegible] کیا ہے پتہ نہیں پتی کدھر ہے۔"

کوفت کے عالم میں چائے تیار کی۔ شہریار خود چلا آیا ٹرے اس نے ہی سیٹ کی اور اندر لے گیا انجی اب بھی اس کے پیچھے تھی۔ چائے کے ساتھ شفق نے دو بسکٹس لیے دوائی اور تھوڑی دیر میں سو گئی۔

اس روز بھی چند روز پہلے کی طرح انہوں نے ڈھیروں باتیں کر ڈالیں اور پتہ نہیں کب آپ سے وہ دونوں تم پر آگئے۔ ایک صوفے پر برابر میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھتے اور تبصرے کرتے رہے۔ شفو کی آنکھ کھلی بخار ہلکا تھا شہریار اور شفق دونوں انجی کے شکر گزار تھے اور شہریار اسے ڈراپ کرنے جا رہا تھا۔

"پتہ نہیں رات میں کچھ کھانے کو ہے بھی یا نہیں؟" شفق نے نقاہت کے ساتھ کروٹ بدلتے ہوئے سوچا تھا پھر دوسرا خیال یہ آیا۔ انجی کے ہاں کھانا کھا کر ہی آئے گا یا شاید نہ بھی کھائے کہ مجھے بخار ہے اور گھر

میں اکیلی ہوں شاید انجی ساتھ ہی کھانا بھی کر دے۔ مگر شہریار بہت جلدی آگیا اور کھانا اس کے ساتھ نہیں تھا۔

"وہ فریج میں دیکھیں۔ میرا خیال ہے دوپہر میں جو بنایا تھا۔ موجود ہی ہوگا۔"

"نہیں وہ تو میں نے اور انجی نے کھا لیا تھا۔ خیر تم فکر نہ کرو۔ میں سینڈوچ بنا لیتا ہوں۔"

شہریار اس کے پاس بیٹھا وہ ابھی پلائی کھانا بھی کھلایا مگر کچھ کمی سی تھی۔ یا شاید اس کی توقعات ہی زیادہ تھیں۔

☼ ☼ ☼

اگلے روز انجی شام کو ان کے ہاں آئی تھی اور شہریار یقیناً پہلے سے اس کی آمد کے بارے میں جانتا تھا منتظر تھا اور خاصا اہتمام بھی کر رکھا تھا۔ شفو کو ہلکا بخار ابھی باقی تھا۔ انجی آئی اور اس نے خوب انصاف کیا۔ اس نے شفق کو کمرے میں جا کر آرام کرنے کو بھی کہا مگر شفق تیار نہیں ہوئی۔

[illegible] تھیں اور وہ بس ایک جانب بیٹھی مسکرا رہی تھی۔

"تم شہریار کا خیال نہیں رکھتیں شفق! اتنے دنوں کے لیے میکے جا کر بیٹھ گئیں اب آئی ہو تو ذرا سی بات کو دل سے لگایا اور بیمار پڑ گئیں۔ دیکھو' بے چارہ کتنا کمزور ہو رہا ہے۔"

"ایسی باتوں کو یہ نہیں سمجھتی۔" شہریار نے شکوہ کیا۔

وہ چونک کر اس کی صورت دیکھنے لگی "آخر کیوں یہ بدگمان ہوا جاتا ہے میری محبت میں کبھی بھی کمی نہیں رہی اس کا جی گھبرانے لگا۔

شہریار کی انجی سے کی گئی چھوٹی سی شکایت اس کی دل کی دنیا میں ہلچل مچا رہی تھی شاید وہ ابھی کہہ دے گا میں تو مذاق کر رہا تھا شفق کی محبت کو ناپنے کا تو کوئی پیمانہ ابھی تک ایجاد ہی نہیں ہوا مگر ایسا نہیں کہا اور وہ چپ چاپ بیٹھی منظر میں موجود ہونے کے باوجود منظر سے غائب ہوتی چلی گئی۔

اس کا بخار صبح تک اتر گیا اس نے اٹھ کر ناشتا بنایا کچھ ادھورے کام سمیٹے۔ شہریار تیار ہو کر ٹیبل پر آیا تو اس کی پسند کا ناشتا' پراٹھا اور آملیٹ اس کے سامنے رکھا مگر پتہ نہیں وہ کس سوچ میں گم تھا۔ توجہ ہی نہیں دی۔ چپ چاپ ناشتا کیا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

"دوپہر میں کیا بناؤں؟" اس نے پوچھا تھا۔

"اوہ ہاں یاد آیا آج دوپہر میں میرے لیے کچھ نہ بنانا۔ میں لیٹ آؤں گا۔ اوکے جان! آج شام کی چائے پر ملاقات ہوگی اور دیکھو تم کاموں میں مت لگی رہنا۔ اپنا خیال رکھنا۔ کہیں پھر بیمار نہ پڑ جانا۔"

اس نے خاموشی سے اثبات میں سر ہلا دیا۔

شہریار کے جانے کے بعد ابھی وہ ناشتے کے برتن سمیٹ رہی تھی کہ شہریار کی امی کا فون آگیا۔ وہ بتا رہی تھیں۔

"ٹھیک ایک ہفتے کے بعد پاکستان آ رہی ہوں پورا ایک ماہ اپنی بچی کے پاس رہوں گی۔ ابھی تو میں نے تمہارے چاؤ بھی نہیں پورے کیے۔"

شہریار کی والدہ بہت سویٹ نیچر کی مالک تھیں اس لیے ان کی آمد کا سن کر اسے خوشی ہوئی تھی۔

ہر وہ خبر جو اس کے لیے اہم تھی اسے انجی کے ساتھ شیئر کرنا وہ اپنا فرض سمجھتی تھی مگر آج کل انجی کی نجانے کیا مصروفیات تھیں جب بھی فون کرتی جواب موصول نہیں ہوتا تھا۔ میسج کیا تو بھی ابھی تک انجی نے بات نہیں کی تھی۔ شاید اس کے میاں آج کل گھر پر ہوتے ہوں گے مگر یہ بھی کوئی ایسا مسئلہ نہیں کہ کال ہی ریسیو نہ کی جائے۔

شام کو شہریار آیا تو اس نے انجی کی طرف چلنے کا کہا۔

"کیوں خیریت؟" وہ پوچھنے لگا۔

"اتنے دن ہوگئے اس سے ملے ہوئے۔"

"تم میں اور انجی میں کوئی قدر بھی تو مشترک نہیں میری سمجھ میں نہیں آیا پھر تم اس سے ملنے کو بے چین کیوں رہتی ہو؟"

"وہ میری دوست ہے۔" اس نے کچھ احتجاج کے رنگ میں یاد دلایا۔

"بہر حال آج نہیں۔ تمہیں پتہ ہے لیٹ آ رہا ہوں۔ تھکا ہوا ہوں۔"

"اچھا ٹھیک ہے پھر کل چلیں گے۔" وہ جھٹ مان گئی۔

کل آئے گی تو دیکھیں گے۔ وہ کمپیوٹر کے سامنے جا بیٹھا اب تو اس سے کچھ کہنا ہی فضول تھا۔



شہریار کی والدہ کی آمد پر شفق کے میکے والے بھی ملنے آئے تھے۔ رات کو کھانا کھا کر بھیا، ابا اور شہریار لاؤنج میں بیٹھ گئے تھے جبکہ شہریار کی والدہ شفق کی امی اور بھابھی ارم، شہریار کی والدہ کے بیڈ روم میں آ گئے تھے۔

"ہائے کیا تھا آج انجی بھی ہوتی تو۔" اس نے بڑی حسرت سے ذکر کیا تھا۔

"کیا وہ یہاں آتی رہتی ہے؟" ارم نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں ہاں اکثر۔ پتہ ہے شہریار بھی اسے بہت پسند کرتے ہیں بلکہ اب تو کہتے ہیں۔ اس کی پسند ناپسند تم سے زیادہ مجھ سے ملتی جلتی ہے۔"

وہ بہت جوش کے ساتھ ارم کو بتا رہی تھی اسی وقت نبیلہ بیگم (شہریار کی والدہ) نے اس کی امی سے بات کرتے ہوئے ان دونوں کی طرف یونہی دیکھا تھا مگر شفق کے جوش اور جواب میں ارم کی سنجیدگی نے حیران سا کیا۔ ارم کرید کرید کر کسی انجی کے بارے میں پوچھ رہی تھی اور شفق اپنے مخصوص انداز سے بتائے چلی جا رہی تھی۔

"کون ہے یہ انجی؟" انہیں بھی تجسس ہوا۔

"وہاں فیصل آباد میں ہمارے محلے میں رہتی تھی۔" ارم نے کہا۔ شفق نے نفی میں سر ہلایا اور بولی۔

"یہ کیا کہہ رہی ہیں بھابھی آپ! وہ صرف ہماری محلے دار نہیں۔ میری بہت اچھی دوست ہے۔ بس جی یک جان دو قالب والا حساب ہے۔"

"تم بھی جاتی ہو اس کے ہاں؟" ارم نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں۔

"آں ہاں بالکل۔"

"اکیلی جاتی ہو؟"

"نہیں اکیلی کیوں شہریار کے ساتھ؟"

"اچھا انہیں کیوں اعتراض نہیں ہوتا تمہاری سہیلی کے ہاں جانے پر۔"

"میں نے کہا نا۔ اب وہ صرف میری سہیلی ہی نہیں ہے۔ شہریار بھی اسے بہت پسند کرتے ہیں اور بھی! وہ ہے بھی اتنا پیار کرنے والی کہ کبھی کبھی تو میں اس کی محبتوں پر شرمندہ سی ہو جاتی ہوں۔"

نبیلہ بیگم کو دونوں کے رویوں پر حیرت تو ہوئی مگر انہوں نے دخل نہیں دیا۔ ایک بار پھر اس کی امی سے باتیں کرنے لگیں۔

"ہم سب چلیں گے کل انجی کے ہاں۔ کتنی حیران ہو گی نا۔" وہ سب کو دیکھ کر شفق خیالوں میں ہی اس کی حیرت پر مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"نہیں"

ارم نے صاف انکار کر دیا۔

"اچھا پھر میں اسے یہاں بلا لیتی ہوں۔ کل کھانے پر کہتی ہوں آ جائے۔"

"دیکھ لو بلا کر۔ میرا خیال ہے وہ نہیں آئے گی۔"

"کیوں بھلا۔ وہ کیوں نہیں آئے گی میں ابھی فون کرتی ہوں اور سب کی آمد کے بارے میں بتاتی ہوں۔"

"کسے فون ہو رہا ہے؟" اب کے شفق کی امی نے پوچھا۔

"امی! انجی کو ملانے لگی ہوں۔" وہ نمبر ملاتے ہوئے اک جوش کے ساتھ بولی۔

"انجی! یہ ابھی تک تمہارے سر سے انجی کا بھوت نہیں اترا۔" اس کی امی کے انداز میں بھی کچھ کچھ ارم والا ہی تاثر تھا۔

اس نے جواب نہیں دیا۔ انجی سے بات کرنے لگی۔ وہ اسے ان سب کی آمد کے بارے میں بتا رہی تھی

اور کل آنے کو کہہ رہی تھی۔

"ہائے دیکھو۔ انجی بھابھی تو پہلے ہی کہہ رہی تھیں تم نہیں آؤ گی مگر میں نے پورے وثوق سے کہا تھا تم آؤ گی۔"

"او ہو اچھا چلو ٹھیک ہے 'کل شام یہ سب تو چلے جائیں گے شہریار کی امی تو یہیں ہیں نا۔ تم ان سے ملنے آ جانا۔ بہت خوش ہو گی تم ان سے مل کر۔ بہت اچھی نیس خاتون ہیں۔ جیسی خواتین شہریار کو اچھی لگتی ہیں نا جیسی تم ہو نا بالکل ویسی۔"

اس بات پر ارم پھر چونکی تھی اور اس نے کچھ افسوس کے ساتھ شفق کو دیکھا تھا۔

"وہ کل تو اس کے میاں کے کچھ دوست انوائٹڈ ہیں۔ وہ نہیں آ سکے گی۔"

"اچھا پھر اس سے کہنا تھا ہم سب ابھی آ رہے ہیں۔" ارم کا انداز استہزائیہ تھا۔



اس کو گھر کا ... اس سے اگلے روز انجی آ رہی تھی اور شفق بڑے جوش سے کچن میں گھسی تھی اس کے لیے نجانے کیا کیا تلاش کر رہی تھی۔ شہریار کو اس نے ایک لمبی لسٹ تھمائی تھی اور اس نے بغیر ناک بھوں چڑھائے سب سامان لا دیا تھا۔

انجی آئی تو ارم کی باتوں کی روشنی میں نبیلہ بیگم نے بہت گہری نظر سے اسے دیکھا تھا۔ سانولی سلونی ' جاذب نظر نقوش والی اور بہت لمبے بالوں والی عورت اسے لڑکی نہیں کہا جا سکتا تھا کہ اس کی آنکھوں میں ایک خاص قسم کی طراری اور چہرے کے نقوش میں بھولپن نام کو نہیں تھا اس کے مقابلے میں شفق گوری چٹی قد میں اس سے کم بہت بھولپن لیے الھڑ سی لڑکی تھی جس کی آنکھوں میں روشنی اور سچائی کا تاثر تھا اور محبتیں بانٹنے کی عادی دکھائی دیتی تھی۔

انجی آ کر نبیلہ بیگم سے بہت ہی محبت اور عقیدت سے ملی تھی۔

"مجھے بہت اشتیاق تھا آپ سے ملنے کا بہت تعریفیں سنی تھیں میں نے آپ کی۔"

اس دوران وہ نبیلہ بیگم کے تاثرات کا بھی جائزہ لے رہی تھی اور اسے لگا اس کے الفاظ اور انداز نے انہیں کچھ خاص متاثر نہیں کیا۔

"اچھا کس سے سنی تھیں تعریفیں؟" انجی کو اس سوال کی توقع نہیں تھی کہ خوشامد وہ چیز ہے کہ جس کی کی جائے پھر اسے اس طرح کے سوالوں کا ہوش نہیں رہتا۔ وہ اس سلسلے میں شفق کا نام لینے کی غلطی نہیں کر سکتی تھی بولی۔

"شہریار صاحب نے اور بھلا کون آپ کی تعریفیں کر سکتا ہے؟" شفق اس کے بچے میں مگن تھی اور انجی نے دھیرے سے کہا تھا۔

"اچھا 'شہریار سے بھی بے تکلفی ہو چکی ہے۔" وہ ارم کے چہرے کے تاثرات کو ذہن میں لا کر یہ سوال کر گئی تھیں۔

"جی جی آپ کے بیٹے آپ ہی کی طرح بہت اچھے انسان ہیں آنٹی اور آنٹی! آپ نے کلر بہت خوب صورت پہن رکھا ہے بہت سوٹ کر رہا ہے آپ پر۔"

نبیلہ بیگم دس سال ایک اسکول کی پرنسپل رہی تھیں۔ اس دوران مختلف مزاج کے لوگوں سے واسطہ پڑتا رہتا تھا خوشامد کرنے والوں کا تو ایک باقاعدہ گروہ تھا تو وہ انجی کو کیسے نہ پہچانتیں۔ وہ یہ سوچ رہی تھیں کیا اس کی عادت ہی ایسی ہے یا یہ صرف میرے ساتھ ایسا کر رہی ہے مگر کیوں اسے مجھ سے کیا مفاد ہو سکتا ہے۔

"کیسی لگیں میری والدہ؟" شہریار ٹرے میں کوک کے گلاس رکھے چلا آیا تھا سب سے پہلے انجی کو پیش کرتے ہوئے پوچھا تھا اور اس کی امی ایک بار پھر چونکی تھیں شہریار بھی کسی کام کو نہ شادی سے پہلے ہاتھ لگاتا تھا نہ اب ان دو تین روز میں انہوں نے ایسا دیکھا تھا۔

"آپ کیوں لے آئے۔ میں لا رہی تھی۔" شفق نے شرمندہ ہو کر کہا تھا۔

"تمہیں اتنا ہوش ہی کہاں ہے؟"

یقیناً" شہریار کا انداز قابل گرفت تھا نبیلہ بیگم تو جب سے آئی تھیں بظاہر لاابالی دکھائی دینے والی اس لڑکی

کے سلیقے سے متاثر ہوئی جاتی تھیں اور اب بھی وہ اس کے بچوں کو سنبھالنے میں تو لگی تھی۔

"جان! اپنے آپ کو بدلو۔ خصوصاً جب بزرگ گھر میں ہوں پھر تو ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے۔" انجی نے کیسی نرمی سے سمجھایا تھا اور وہ کتنی شرمندہ دکھائی دینے لگی تھی۔

"صبح سے تمہاری خاطر کچن میں گھسی ہوئی ہے۔" نبیلہ بیگم بے اختیار کہہ گئیں۔

"ہاں وہ تو اس کے حلیے سے لگ رہا ہے۔" انجی کچھ تمسخر سے ہنسی تو شہریار نے تیز سی نگاہ اس پر ڈالی۔ نبیلہ کو حیرت ہوئی "اتنے اچھے کپڑوں میں تو تھی وہ سادہ چہرے کے ساتھ بھی وہ انجی سے کہیں زیادہ بھی سنوری اور پیاری لگ رہی تھی۔

شفق کچن میں گئی۔ نبیلہ کا خیال تھا۔ انجی بھی اس کے پیچھے چلی جائے گی اور کاموں میں اس کا ہاتھ بٹائے گی مگر یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ وہ یہیں بیٹھی رہی اور ان سے باتیں کرتی رہی۔ درمیان میں شہریار بھی بولتا رہا آخر نبیلہ ہی یہ کہہ کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔

"میں ذرا شفق کو دیکھ لوں۔ اکیلی لگی ہوئی ہے۔"

"عجیب ہے تمہاری دوست۔ اسے تمہارا خیال ہی نہیں۔"

"وہ کہتی ہے گھر میں یہی سب کرکے میں تھک جاتی ہوں یہاں آکر کچھ آرام کرنے کو جی چاہتا ہے اور ایک راز کی بات بتاؤں آنٹی! اسے گھر کے کاموں میں کبھی بھی دلچسپی نہیں رہی۔ اب بھی کھانا یا تو بازار سے منگوا لیتی ہے یا گھر میں ایک رشتے کی نند ہیں وہ بنا لیتی ہیں۔"

"مجھے لگتا ہے اسے بچوں کی دیکھ بھال میں بھی دلچسپی نہیں۔" انہوں نے رائے دی۔

"ہاں اسے گھومنے پھرنے کا بہت شوق ہے۔ وہ جاب بھی کرنا چاہتی تھی مگر قسمت نے برا کیا بے چاری کے ساتھ شوہر بالکل الٹ مزاج کے ملے ہیں اسے۔ انہیں انجی کے جذبات اس کے احساسات کی بالکل پروا نہیں ہے۔"

"اکثر آتی رہتی ہے ادھر؟"

"جی ہاں میکہ تو فیصل آباد میں ہے۔ ادھر میرے پاس آجاتی ہے۔ کبھی کبھار ہم بھی چلے جاتے ہیں ویسے زیادہ تو یہی آتی ہے کہتی ہے تمہارے گھر آکر بہت سکون ملتا ہے۔ بہت اچھی دوست ہے میری۔"

ابھی وہ باتیں کر رہی تھیں کہ انجی چلی آئی۔

"آنٹی! آپ کیا کرنے لگی ہیں۔ مجھے بتائیے میں کر دیتی ہوں۔" وہ جو برتن خشک کرنے میں لگی تھیں۔ انجی نے ان کے ہاتھ سے کپڑا اور گلاس لے لیا۔

انجی ادھر آئی تو پیچھے ہی شہریار بھی چلا آیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

اور جو نظارہ ٹیبل پر نبیلہ بیگم نے دیکھا وہ تو انتہائی حیران کن تھا۔ کتنی محنت سے یہ سب شفق نے بنایا تھا مگر وہ بے چاری تو اب پس منظر میں تھی اور انجی بڑھ بڑھ کر شہریار اور اس کی والدہ کو کچھ نہ کچھ پیش کر رہی تھی۔ آج والدہ کو متاثر کرنے کی کوشش میں وہ شفق کی پلیٹ میں کچھ ڈالنا اور اصرار کرکے کھلانا بھول گئی تھی۔

"ہائے آنٹی! آج تو [illegible] شفق نے پودینے کی چٹنی نہیں بنائی۔ وہ تو ضرور بنانا چاہیے تھی۔" اس نے ٹیبل پر بیٹھنے کے بعد دوسری بار شفق کو ٹوکا تھا۔

"یہ کباب لے لو نا!" شفق جلدی سے بولی تھی۔

"ہونہہ رہنے دو۔ گلا خراب ہو جاتا ہے۔"

"میٹھے میں کیا بنا ہے؟ یہ میرا بیٹا تو کچھ لے نہیں رہا۔"

"گاجر کا حلوہ بنایا ہے میں نے۔ شہریار کو بھی بہت پسند ہے۔"

"اوہو کسٹرڈ نہیں ہے۔" انجی سخت پریشان دکھائی دینے لگی۔

"شفق! کسٹرڈ بنالو۔" شہریار نے جھٹ حکم دیا اور اس نے بھی تعمیل میں دیر نہیں کی۔ فوراً اٹھ کھڑی ہوئی۔

"بیٹھ جاؤ شفق!" نبیلہ بیگم کو انجی کا انداز غصہ دلا

رہا تھا مگر شہریار کا یوں کہنا اور بھی برا لگا۔

"صبح سے بچی لگی ہوئی ہے تھک گئی ہے۔ کسٹرڈ میں بنا دیتی ہوں۔"

"ہائے میری اچھی آنٹی! آپ کیوں تکلیف کریں گی۔ آپ پلیز بیٹھ جائیں۔ میں خود بنا لیتی ہوں۔" وہی پیار بھرا انداز' کتنی میٹھی زبان' کتنی نفیس عورت' بڑی بڑی آنکھیں' لمبے بال۔

"ہم ہیں..." شفق ابھی تک کھڑی تھی اور کچن میں جانے کو پر تول رہی تھی۔ اس کے برابر ہی تو نبیلہ بیگم کی چیئر تھی۔ انہوں نے ہاتھ پکڑ کر اسے چیئر پر بٹھا دیا۔

اور انجی جو کہہ رہی تھی۔ وہ خود بچے کے لیے کسٹرڈ بنا لیتی ہے۔ اب بڑے آرام سے بچے کو چاول کھلا رہی تھی اور وہ کھا بھی رہا تھا۔

"یہ سب کیا ہے۔ یہ عورت شفق کے ساتھ ایسا کیوں کر رہی ہے اور شہریار اس سے اتنا متاثر کیوں دکھائی دے رہا ہے؟" نبیلہ بیگم کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا۔ [illegible] گاجر کا حلوہ جسے شفق نے بہت محنت سے بنایا تھا اور اس حلوے کو انجی اور شہریار نے چکھا تک نہیں۔

"شہریار! آپ کو تو گاجر کا حلوہ بہت پسند ہے۔" شفق اس کے انکار پر کہہ رہی تھی۔

"آج دل نہیں چاہ رہا۔" وہ ٹیبل سے اٹھ گیا اور شفق کا چہرہ بھی اتر گیا۔

"ارے ایسا منہ کیوں بنا لیا۔ اب اس کا موڈ نہیں رات کو کھا لے گا اور اگر میرے نہ کھانے پر خفا ہو تو میں یہ پورا ڈونگا ساتھ لے جاؤں گی۔ کتنے ہی دنوں تک کھاتی اور تمہیں یاد کرتی رہوں گی۔" شفق کھل سی گئی اس بات پر۔ جبکہ وہ لاتعلق سی بیٹھی رہیں۔

"دیکھیے ناں آنٹی! کتنی ذرا سی بات پر منہ پھلا لیتی ہے۔ مرد بھلا کہاں برداشت کرتے ہیں ایسی باتوں کو۔" شہریار کسی کام سے ادھر آیا تو وہ آنٹی سے کہہ رہی تھی۔

"کم عمر اور بھولی ہے مگر دل کی بہت سادہ اور سچی ہے۔

پھر سب سے بڑھ کر یہ انجی! اک شریف عورتوں نے سارے ناز نخرے اپنے میاں کو ہی دکھانا ہوتے ہیں۔" پتہ نہیں انہیں کیا ہوا کہ لہجہ بھی سخت ہو گیا۔

"تو انجی! انہیں کچھ نیا دکھائیں۔" شہریار کہہ رہا تھا اور شفق برتن سمیٹ رہی تھی۔

واپسی پر اسے شہریار ڈراپ کر رہا تھا۔

"کیا تم اکیلے لے کر جاؤ گے شفق نہیں جائے گی؟" نبیلہ بیگم کو کہنا پڑا۔

"شفق کچن سمیٹ رہی ہے اور یہ قریب ہی تو گھر ہے اس کا۔ میں بس ابھی ڈراپ کر کے آ رہا ہوں۔"

"جی آنٹی! یہاں قریب ہی گھر ہے۔ کیا کروں مجھے رکشہ ٹیکسی میں سفر کرتے ڈر لگتا ہے۔"

وہ سوچ کر رہ گئیں آخر آئی بھی تو رکشہ یا ٹیکسی سے ہی ہے۔

شہریار کہہ کر گیا تھا یوں گیا اور یوں آیا مگر اب ایک گھنٹہ ہونے کو تھا۔ شفق تو سب سمیٹ کر کچھ دیر کمر سیدھی کرنے کے ارادے سے لیٹ گئی تھی۔ ان سے رہا نہیں گیا۔ اس کا نمبر ملایا اور وہ کہہ رہا تھا۔

"امی! راستے میں کچھ دوست مل گئے ہیں۔ اس لیے لیٹ ہو رہا ہوں۔ کچھ دیر سے آؤں گا۔ آپ فکر نہ کریں۔" اور انہوں نے انجی کے بیٹے کی آواز سنی تھی۔ وہ اپنی ماں سے کچھ کہہ رہا تھا۔

"کہاں ہے شہریار کیا انجی کے گھر پر نہیں؟" پس منظر میں شور تھا۔ وہ یقیناً گھر سے باہر کسی جگہ پر ہیں۔ اگر ہیں تو اس نے جھوٹ کیوں بولا۔ "کیا اس کے دل میں کوئی چور ہے؟" ارم کا انجی کے بارے میں اکتائے ہوئے لہجے سے بات کرنا اور کرید کرید کر پوچھنا یاد آنے لگا۔

وہ اپنے کمرے میں آ کر لیٹ تو گئیں مگر سوچ اس قدر پراگندہ ہو رہی تھی کہ سو نہیں سکیں۔

☼ ☼ ☼

اگلے روز صبح ناشتے کی ٹیبل پر ہی کہا۔

"آج شام کو انجی کی طرف چلیں گے۔"

"انجی کی طرف آج شام نہیں اصل میں اس سے پوچھ کر ہی پروگرام بنانا پڑتا ہے کیا پتہ اس کا شوہر آج شام گھر پر ہی ہو۔"

"کیا مطلب شہریار تمہارا؟ کیا تم اس کے شوہر کی موجودگی میں اس کے گھر نہیں جاتے۔"

"اصل میں آنٹی! وہ انجی کا جو شوہر ہے نا وہ کچھ دوسرے مزاج کا بندہ ہے۔ اسے نہیں پسند کہ انجی زیادہ میل جول رکھے۔"

"تو انجی کو اپنے شوہر کی پسند ناپسند کا خیال رکھنا چاہیے 'اب اگر شہریار کو یہ سب ناپسند ہو تا تو تم ایسا کرتیں؟ نہیں کبھی نہیں۔" انہوں نے پورے یقین سے کہا تھا۔

شفق نے انجی کو فون کیا اور آنٹی کے آنے کے بارے میں بتایا تو وہ بولی۔

"تم آنٹی کو فون دو۔ میں خود بات کروں گی۔" اور ان سے بولی 'بھلا بیٹی کے گھر آتے ہوئے ماں کو اجازت کی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ آپ ضرور آئیں۔ میں منتظر رہوں گی۔"

"بس امی! آپ بھی نا بس ابھی کل ہی تو ملاقات ہوئی ہے انجی سے۔ آج آپ اس کے ہاں جانے کو تیار ہو گئیں۔ وہ بھی کھانے کے ٹائم پر۔ اس بے چاری کو کتنی محنت کرنا پڑے گی۔" شہریار کچھ کوفت کے عالم میں کہہ رہا تھا۔

"تو کیا ہوا۔ کل شفق نے بھی تو اس کے لیے سارا دن برباد کیا تھا۔" انہوں نے یاد دلایا۔

"اس کے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔" ماں کی بات اسے اچھی نہیں لگی۔

"اور اس کے گھر ایک عورت ہے جو بچے بھی سنبھالتی ہے کھانا بھی بناتی ہے۔"

"آپ سے کس نے کہا سارا کام وہ خود ہی کرتی ہے؟" "لگتا ہے بہت آنا جانا رہتا ہے تمہارا؟"

ماں کے انداز پر وہ چونکا کچھ کہنا چاہتا تھا کہ وہ بولیں۔

"اس کا شوہر پسند نہیں کرتا تو تم لوگ آنا جانا کم کر دو۔"

اور وہ اثبات میں سر ہلانے لگا۔

انجی ان کے ہاں آ کر ڈرائنگ روم تک تو کبھی محدود نہیں رہتی تھی نیند بھی لاؤنج میں آتی بیڈ روم میں بھی جھانکتی' کچن کے بھی چکر لگتے مگر وہ جب بھی اس کے ہاں جاتے انہیں ڈرائنگ روم میں ہی بٹھاتی۔ ہاں شفق اس کے پیچھے آتی ضرور مگر شروع شروع میں سب والے ڈرائنگ روم میں ہی بیٹھنے کو کہتی تھی۔

آج بھی ایسا ہی تھا وہ لوگ جا کر بیٹھے ہی تھے کہ انجی کے ہاں رہنے والی خاتون چلی آئیں۔

"ارے شفق! آج بڑے دنوں کے بعد چکر لگایا۔ شہریار صاحب جب بھی آتے ہیں۔ میں آپ کا ضرور پوچھتی ہوں۔"

نبیلہ نے چونک کر شفق کو دیکھا اور اسی وقت انجی تیزی سے شفق کو کوئی بات سنانے لگی اس کا انداز ایسا تھا کہ نبیلہ بیگم کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کر سکتی تھیں۔ کیا شفق نے خاتون کی بات سنی ہی نہیں۔

"اچھا بھابھی جی! ابھی میں چلتا ہوں۔" ایک جوان سا مرد جس کے چہرے … اجازت طلب کر رہا تھا۔

"ہائے ابھی سے چلے بھی بڑا ہی افسوس ہوتا ہے آپ کی گھریلو لائف پر آپ جیسے مرد تو چراغ لے کر ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے۔ کیسی عورت ہے جس نے آپ کی قدر نہیں کی۔ ہمیشہ کھانے میں رہے گی"

پتہ نہیں کس کی بات ہو رہی تھی اور اس مرد سے بہت گہری ہمدردی جتائی جا رہی تھی۔

"ذرا ٹھہریے بس اندر آیئے۔" وہ اسے لے کر اندر گئی نبیلہ بیگم بھی اٹھ کر پیچھے آ گئیں۔

"یہ گاجر کا حلوہ ہے' بڑی محنت سے بنایا ہے میں نے لے جایئے کھایئے گا آپ کی صحت بہت کمزور ہو رہی ہے پتہ نہیں یہ کیسی بیویاں ہوتی ہیں جنہیں اپنے شوہر کی صحت کی بالکل فکر نہیں ہوتی۔ میں تو اظہر کو روزانہ دودھ کے ساتھ حلوہ گرم کر کے دیتی ہوں۔"

"بھابی! بہت شکریہ بڑی مہربانی۔ حلوہ اس نے بنایا

ہوا ہے۔ گرم دودھ کے ساتھ روزانہ دے بھی رہی ہے۔ آپ یہ رہنے دیں۔" وہ بہت شکر گزار ہوتا چلا گیا۔
"کون تھا یہ؟" نبیلہ بیگم نے پوچھا۔
"رشتے میں دور ہوتے ہیں۔" اب اس کے انداز میں اس مرد کے لیے لاپروائی سی اتر آئی تھی۔ وہ شفق کا دیا گاجر کے حلوے کا ڈونگا واپس فریج میں رکھ رہی تھی اور نبیلہ اس کے کچن کی ابتر حالت کو دیکھ رہی تھیں۔ اس نام نہاد دیور سے جو گفتگو اس نے کی تھی اور اس کے جانے کے بعد جو انداز اس کے لیے اپنایا تھا اس نے نبیلہ پر بہت کچھ عیاں کر دیا تھا۔ وہ واپس ڈرائنگ روم میں آئیں اور شہریار اور محسن کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔
"تم نے انجی کا باقی گھر بھی دیکھ رکھا ہے؟" وہ شہریار سے مخاطب تھیں۔
"نہیں میں ڈرائنگ روم تک ہی آتا ہوں۔"
"تو آج دیکھو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ تمہیں شفق جیسی سگھڑ سلیقہ شعار بیوی ملی ہے۔"
وہ جواب میں بہت کچھ کہنا چاہتا تھا مگر ابھی ابھی خاتون نے جس طرح اس کا بھانڈا پھوڑا تھا۔ اسے کچھ نہ کہنا ہی مناسب لگا۔ ویسے انجی کے لیے ماں کا یہ انداز اسے اچھا نہیں لگا۔
"ارے آپ لوگ ادھر کیوں آ گئے؟ چلیے ناں اندر چل کر بیٹھتے ہیں۔"
انجی انہیں لاؤنج میں کھڑے دیکھ کر بوکھلا سی گئی تھی کہ یہاں ہر طرف کچھ نہ کچھ بکھرا ہوا تھا وہ خاتون جلدی سے آگے بڑھ کر چیزیں سمیٹنے لگیں۔ نبیلہ نے منع کر دیا بولیں۔
"رہنے دو ہم ادھر ہی بیٹھ جاتے ہیں۔"
وہ واپس آ کر بیٹھے تو انجی کا بیٹا شہریار سے بولا۔
"چاچو! آج پھر آئس کریم کھانے جائیں گے کل بڑا مزہ آیا تھا۔" نبیلہ تو چونکیں عمران کے ساتھ ساتھ اس بات نے شفق کو بھی حیران کر دیا۔ شہریار نے بچے کو جواب میں کچھ نہیں کہا۔ خود کو اخبار میں گم کر لیا۔ شفق کچھ سوچ کر اٹھ کھڑی ہوئی کچن میں آئی تو انجی کچھ چیزوں کی لسٹ بنا رہی تھی۔
"کل میرے گھر سے آپ لوگ کس وقت واپس آئے تھے؟ کیا راستے میں دیر ہو گئی تھی؟"
"نہیں نہیں۔ تمہیں تو پتا ہے دس پندرہ منٹ کی ڈرائیو ہے۔ ہم سیدھے گھر ہی آئے تھے۔ وہ شہریار کو ہمیں ڈراپ کرنے کے بعد کوئی مل گیا ہوگا ناں۔ اس لیے دیر ہو گئی ہوگی۔"
وہ خوامخواہ کی وضاحتیں دے رہی تھی اور ادھر نبیلہ بچے کو اس کے ساتھ کھیلنے کے بہانے ڈرائنگ روم سے باہر لے آئی تھیں اور پوچھ رہی تھیں۔ وہ آئس کریم کھانے کہاں گیا تھا۔ کیا وہ پہلے بھی انکل کے ساتھ ریسٹورنٹ جاتے رہتے ہیں۔
"ہاں مگر کبھی کبھی جب میں بہت زیادہ ضد کروں تب ورنہ تو ماما مجھے اور ثریا کو پھوپھو کے پاس چھوڑ کر چلی جاتی ہیں۔"
انجی نے اکثر چیزیں بازار سے ریڈی میڈ منگوائیں اور لسٹ شہریار کو تھمائی۔ ان سے کہنے لگی۔
"محلے کے کسی لڑکے کو بھیجوں گی تو لاپروائی کرے گا۔ یہ سب کچھ ذمہ داری سے لے آتے ہیں۔"
"پہلے بھی منگواتی رہتی ہو؟"
"ارے نہیں نہیں آنٹی! آپ پوچھ لیں شفو سے۔ یہ ساتھ ہی تو آئی ہے۔ کبھی بھیجا ہے میں نے آپ کے بیٹے کو بازار؟"
کچن میں اس کے رشتے کی نند کام نمٹا رہی تھی۔ وہ ان دونوں کے پاس بیٹھی شیریں میں ڈوبی گفتگو سے متاثر کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر دیکھ رہی تھی ساس، سو دونوں ہی بہت چپ چپ ہیں اور اس کی بات کو زیادہ دھیان سے نہیں سن رہیں پھر یہ بھی ہوا کہ نبیلہ نے اس کی بات کاٹ کر شفق کو کوئی قصہ سنانا شروع کر دیا۔
آج ٹیبل پر پہلے سے زیادہ آئٹمز رکھے گئے تھے۔ یقیناً "یہ اہتمام نبیلہ کے لیے تھا مگر انہوں نے صرف گھر کے بنے ویجی ٹیبل رائس تھوڑے رائتہ کے ساتھ لیے۔

"امی یہ فش بھی لیں نا۔ اس علاقے میں ادھر اس دکان کی فش بہت مزے کی ہوتی ہے۔"
شہریار نے کہا اور انھوں نے سر اٹھا کر بیٹے کو دیکھا۔
"تم آتے رہتے ہو ادھر یہ فش کی دعوت اڑانے؟"
انداز ایسا تھا کہ انجی اور وہ' دونوں گھبرا گئے انجی پہلے سنبھلی اور بولی۔
"ارے شفق! تم کچھ لے ہی نہیں رہیں۔ میری جان اتنا اہتمام میں نے تم ہی لوگوں کے لیے تو کیا ہے۔"

"مجھے بھوک نہیں ہے۔" شفق نے بے حد رکھائی سے کہا تھا۔
"اچھا پھر کچھ میٹھا ڈال دوں؟"
"میں نے کہا نا۔ بھوک نہیں ہے۔ تم یہ تکلف مت کرو۔"
اب کے اس کا انداز شہریار کو بہت برا لگا کڑے تیوروں کے ساتھ اس کی جانب دیکھا مگر وہ متوجہ کب تھی تھوڑا سا کھا کر نبیلہ نے بھی ہاتھ کھینچ لیا۔
"... بس ہو گیا۔"
"میں بازار کی بنی اشیاء نہیں کھاتی۔ پہلے میں خود اپنے ہاتھ سے پکاتی تھی۔ اب اللہ نے دونوں بہو ہیں بھی گھر گرہستی کو سنبھالنے والی دی ہیں۔"
انجی اٹھ کر بیٹے کی فرمائش پر اندر سے کچھ لینے گئی تو شہریار بولا۔
"اس نے اتنا سب کچھ آپ ہی لوگوں کے لیے منگوایا ہے مگر پتہ نہیں آپ دونوں اتنے نخرے کیوں کر رہی ہیں۔"
"تم تو کھا رہے ہو نا تو بس کھاتے جاؤ اور جھوم جھوم کے اس کی تعریفیں کرتے جاؤ۔"
نبیلہ نے بنا کسی لحاظ کے بری طرح ڈانٹ دیا تھا۔ شفق اب بھی سر جھکائے چپ چاپ بیٹھی تھی۔ بہت سی باتیں بہت سے منظر واضح ہو رہے تھے۔
کمال ہے وہ یہ سب کچھ اب تک کس طرح نظر انداز کرتی آئی تھی مجھ سے بے وقوف عورت بھی زمانے میں کوئی نہیں ہوگی۔

"چلیں آنٹی!" آخر حوصلہ جواب دے گیا۔
"ہاں ہاں چلو۔" وہ بھی جھٹ سے بولیں۔
"وہ چائے بنانے گئی ہے۔" شہریار نے یاد دلایا۔
"پتہ نہیں بنانے گئی ہے یا بازار سے منگوانے گئی ہے۔" انھوں نے تمسخر اڑایا پھر بولیں۔
"ایسی کام چور عورتیں ان ہی مہمانوں کو پسند کرتی ہیں جو بنا کچھ کھائے پیے ہی اٹھ جائیں۔ میرا نہیں خیال وہ زیادہ اصرار کرے گی۔"
اور واقعی ایسا ہی ہوا۔
"مجھے حیرت ہے شفق! تم جیسی سلجھی ہوئی لڑکی کی دوستی انجی جیسی عورت سے کیوں ہو گئی؟" واپسی پر گاڑی میں بیٹھی وہ یہ صرف شہریار کو سنانے کے لیے کہہ رہی تھیں۔
"کسی کے بارے میں اتنی جلدی رائے قائم نہیں کرلینی چاہیے۔" وہ چپ نہیں رہ سکا۔
"میں نے یہ بال دھوپ میں سفید نہیں کیے۔ اسکول میں جاب کی ہے دن میں بیسیوں لوگوں سے واسطہ پڑتا تھا اور اس کے علاوہ بھی یہاں تک پہنچتے پتہ نہیں کتنے چہروں کو دیکھا اور پڑھا ہے' میں نے انجی کو پہچاننے میں کوئی غلطی نہیں کی۔"
اس دوران شفق بالکل خاموش اور بے حد تھکی تھکی سی تھی اس نے بحث میں کوئی حصہ نہیں لیا لیکن جس طرح شہریار کھل کر انجی کی طرف داری کر رہا تھا اس کا دل لہو لہو ہو رہا تھا۔
"غلطی میری ہی ہے۔ میں نے ہمیشہ اس کے سامنے انجی کی شخصیت کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ وہ میری دوست تھی۔ مجھے اچھی لگتی تھی مگر میں نے شہریار کے دل تک اس کا راستہ بنانے کی حماقت کیوں کی اور میں اب تک کچھ بھی کیوں نہیں؟ میں نے آنکھیں بند کر کے دونوں پر اعتبار کیوں کیا؟ وہ اس کے ساتھ اکیلی آؤٹنگ پر جاتی ہے۔ شہریار اکثر اس کے گھر بھی جاتا رہتا ہے۔ دل میں چور ہے۔ اسی لیے تو کبھی مجھ سے ذکر نہیں کیا۔"
"اترو بیٹا گھر آگیا ہے۔" وہ اتنی الجھی ہوئی تھی کہ

اسے پتا ہی نہیں چلا نبیلہ کی آواز پر وہ گہری سانس لے کر تھکے تھکے انداز میں گاڑی سے اتر آئی اس کے انداز کو شہریار نے حیرت سے دیکھا۔

"کیا ہوا؟ جب تم انجی کے ہاں گئی تھیں بالکل ٹھیک تھیں۔ شاید امی کی باتوں نے تمہیں ہرٹ کیا ہے۔"

"پتہ نہیں وہ ایسا کیوں کہہ گئی ہیں حالانکہ ہمیشہ انہیں ہر ایک کے ساتھ کھلے دل کھلی باہوں سے ملتے دیکھا ہے مگر انجی کے لیے ان کا رویہ میرے لیے بھی حیران کن ہے۔"

جواب میں وہ بہت کچھ کہنا چاہتی تھی۔ اسے بتانا چاہتی تھی وہ آنٹی کی رائے سے بالکل متفق ہے انہوں نے انجی کے بارے میں جو کہا ہے اسے دل سے مانتی ہے مگر دکھ کا بوجھ اتنا تھا کہ اس سے بولا نہیں جا رہا تھا' سامنے کھڑا یہ شخص اسے خود سے بڑھ کر پیارا تھا۔ بہت مان تھا اس پر اور اس نے کیا کیا اس پر ایک دوسری عورت کو ترجیح دے کر اسے اپنی نظروں میں دو کوڑی کا کر دیا۔

شہریار بستر پر لیٹتے ہی سو گیا اسے نیند نہیں آ رہی تھی۔ وہ بستر سے اٹھی اور باہر آ گئی۔ شاید آنٹی جاگ رہی ہوں۔ وہ ان کے کمرے میں آئی وہ واقعی جاگ رہی تھیں اور بستر پر لیٹنے کے بجائے سنگل صوفے پر بیٹھی کسی سوچ میں گم تھیں۔

"میں آ جاؤں آنٹی!"

"آؤ بیٹا! تم ابھی تک سوئیں کیوں نہیں؟" وہ ان کے پیروں کے قریب کارپٹ پر بیٹھ گئی سر ان کی آغوش میں رکھا اور ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا۔

"نہیں بیٹا! روتے نہیں ہیں' زندگی میں بہت سے ایسے مقام آتے ہیں جب لگتا ہے زندگی بہت بوجھل ہو رہی ہے۔ ہم اس کا بوجھ اٹھانے سے قاصر ہیں مگر پھر یہ وقت گزر جاتا ہے۔ زندگی پھر سے رواں دواں ہو جاتی ہے بس بیٹا! ذرا عقل سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور تم مت گھبراؤ۔ تم اکیلی نہیں ہو میں تمہارے ساتھ ہوں۔"

"مگر میرا سب کچھ ختم ہو گیا۔ شہریار نے ایک دوسری عورت کو مجھ پر ترجیح دے کر مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا ہے۔"

"تم ایسا کیوں سوچتی ہو؟ ہیرے کی قدر جوہری کو ہوا کرتی ہے۔ تم جان لو کہ اس کی نگاہ جوہر شناس ہے ہی نہیں مگر ہم اسے کیچڑ میں ہاتھ بھی نہیں ڈالنے دیں گے۔"

"کیا میں شہریار پر اپنے شک کا اظہار کر دوں؟"

"نہیں' اس طرح اسے جو جھجک ہے وہ بھی جاتی رہے گی۔ میں اس وقت بستر پر لیٹ کر سونے کے بجائے تمہارے ہی بارے میں سوچ رہی تھی۔"

"کیا انجی اپنے میاں سے طلاق لے کر شہریار سے شادی..." اس سے آگے سے بولا نہیں گیا۔

"میرا نہیں خیال' اس طرح کی عورتیں صرف اور صرف مردوں کو اپنی طرف متوجہ رکھنے کی متمنی ہوتی ہیں۔ یہ بات تو وہ خود بھی جانتی ہے۔ شہریار اس کے بچوں کو بھی نہیں اپنا سکتا اور وہ اپنے بچے تو کسی طرح نہیں چھوڑ سکتی۔"

"وہ شہریار کے ساتھ گھومتی ہے۔ مجھ سے بھی برداشت نہیں ہو رہا۔"

"میں نے کہا نا بیٹا! بہت عقل سے کام لینا ہو گا' میرا خیال ہے۔ ہمیں انجی پر بھی یہ ظاہر نہیں کرنا چاہیے کہ ہم اس کی سیاہ شکل دیکھ چکے ہیں۔"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔



صبح شہریار کے آفس جانے کے بعد انہوں نے شفق کے میکے فون کیا۔ کچھ دیر اس کی امی سے بات کرنے کے بعد ارم سے بات کروانے کو کہا۔ اور حال احوال دریافت کرنے کے بعد انجی کے بارے میں پوچھنے لگیں۔

"کیا ہوا آنٹی! آپ اس کے بارے میں مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہیں؟"

"بہت دخل بڑھ گیا ہے اس کا میری بہو کے گھر میں۔ یہاں تک کہ اب تو شفق بھی کھٹکنے لگی ہے۔"

"شہریار بھائی بھی اس کا دم بھرنے لگے ہیں کیا؟"
"ہاں یہی بات تو پریشانی کی ہے۔"
"آنٹی! مجھے وہ کبھی بھی اچھی نہیں لگی۔ جب میں بیاہ کر اس گھر میں آئی تو وہ میرے میاں سے تو بے تکلف تھی ہی۔ ان کے سامنے مجھے ٹوکتی بہت تھی خود کو عقل کل ثابت کرنے کے چکروں میں رہتی تھی اور آپ تو جانتی ہیں مرد ایسی عورتوں سے اگر وہ بیوی نہ ہو تو بہت متاثر ہو جاتے ہیں مگر میں بے وقوف نہیں تھی' وہ مجھ سے کہتی ارے بھابی یہ کیا ڈل سا کلر پہن لیا ہے آپ نے۔ اور میں پورے اعتماد سے کہتی ڈل یہ کالے کلوٹے لوگوں پر لگتا ہے۔ مجھ پر تو ہر کلر سجتا ہے۔ ہاں تم کبھی بھول کر بھی نہ پہننا۔ کبھی میرے بنائے کسی کھانے پر اعتراض کرتی' تب بھی میں ایسا ہی جواب دیتی اور آخر اس نے میرے سامنے آنا ہی کم کر دیا۔ مگر شفق بہت نادان ہے اور پھر وہ اس کی دوستی پر ایمان بھی لا چکی ہے۔"
"تمہاری باتوں سے مجھے ایک تسلی تو ہوئی ہے کہ وہ [illegible] رہی ہے۔ شہریار کی اس کی دلچسپی دوسری طرح کی نہیں ہے۔"
"پھر بھی آنٹی! آپ نگاہ رکھیے۔"
واقعی ارم کا مشورہ معقول تھا اور پھر شہریار کا دل بھی تو اس کی جانب مائل محسوس ہوتا تھا۔

☼ ☼ ☼

شفق دوپہر کے کھانے کی تیاری کر رہی تھی جب انجی کا فون آ گیا۔ وہی بے تکلف اور پیار بھرے انداز' شفق نے اسپیکر آن کیا اور سیل فون لے کر نبیلہ کے پاس آ بیٹھی۔
"ہائے شفق! تمہاری ساس تو مجھے بہت ہی تیز عورت لگتی ہے۔"
نبیلہ کے اشارے پر اس نے ہاں میں ہاں ملائی۔
"اس سے ذرا دور دور رہا کرو اور سنو زیادہ خدمت کرنے کی ضرورت نہیں۔ جتنی جلدی واپس چلی جائے اچھا ہے۔ ویسے گھر جا کر میرے بارے میں کوئی بات تو کی ہو گی۔"
"نہیں وہ جلدی سو گئی تھیں۔ اچھا انجی میں کھانا بنا رہی تھی۔ شہریار آنے والے ہوں گے۔"
"کیا بنا رہی ہو؟"
"قیمہ مٹر۔"
"ہوں میری فیورٹ ڈش۔" کوئی اور وقت ہوتا تو شفق جھٹ اپنے ہاں آنے کی دعوت دے ڈالتی مگر آج اس نے ایسا نہیں کیا۔
"اچھا شفق! تم کچن دیکھو میں ابھی آتی ہوں۔" وہ فون سے فارغ ہوئی نبیلہ کے ذہن میں نجانے کیا آئی۔ اٹھ کھڑی ہوئیں اور آدھے گھنٹے کے بعد وہ انجی کے بیٹے کے ساتھ موجود تھیں۔
"آپ انجی کی طرف گئی تھیں۔ کیا وہ آپ کے ساتھ آئی ہے؟" اس نے حیرت سے پوچھا۔
"وہ نہیں صرف اس کا بیٹا! خاصا ضدی اور بدھرم بچہ ہے خیر اس کی یہی عادتیں ہمارے لیے سود مند رہیں گی۔"
شفق سمجھی نہیں مگر اتنا بھروسا تھا وہ جو کریں گی غلط نہیں ہو گا اور جب شہریار گھر میں داخل ہوا' بچہ دھاڑیں مار کر رو رہا تھا اور چاکلیٹ کی فرمائش کر رہا تھا۔
"کیا انجی آئی ہیں؟" اس کے بیٹے پر نظر پڑتے ہی وہ پوچھنے لگا۔
"نہیں میں اس کی طرف گئی تھی۔ بچی نے رو رو کر گھر سر پر اٹھا رکھا تھا۔ یہ بھی ضد پر ضد کیے جا رہا تھا۔ اسے میں لے آئی۔"
"یہ بہت ضدی بچہ ہے۔ اسے کیوں لیں آئیں۔ میں دوپہر میں ریسٹ کا عادی ہوں اور یہ اپنے باپ کی کاپی۔" شہریار کے انداز میں بچے کے لیے بےزاری ہی بےزاری تھی اور اسے نبیلہ نے پہلی کامیابی سمجھا تھا۔
"پلیز! اسے خاموش تو کروائیں۔ شفق سے کہیں۔ وہ اسے بہت اچھی طرح ہینڈل کر لیتی ہے۔"

"شفق اس وقت کھانا بنا رہی ہے۔"
"انکل مجھے چاکلیٹ کھانی ہے اور اسی ریسٹورنٹ میں آئس کریم بھی کھانے چلیں نا!"
"چپ خاموش۔ خبردار جو ایک لفظ بھی بولے۔"
بھانڈا پھوٹنے کے ڈر سے وہ دھاڑا بچہ پھر سے گلا پھاڑنے لگا۔
آج کا لنچ بھی برباد ہوا اور ریسٹ بھی کہ بچے نے بیٹ بال کھیلنا شروع کر دیا تھا۔ وہ لاؤنج میں کھیل رہا تھا۔ بال بار بار ان کے کمرے کے دروازے پر لگ رہی تھی پھر اچانک شور بند ہو گیا۔ اس نے شکر کا کلمہ پڑھا اور کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔
جب نبیلہ بچے کو لے کر دوسرے ہی انجی کے ہاں پہنچیں تو وہ خاصی حیران ہوئی۔
"اتنی گرمی میں شام کو آجاتیں آپ۔"
"وہ اصل میں شہریار گھر آگیا ہے۔ یہ روتا ہے تو اسے غصہ آتا ہے۔ مجی مرد اپنے بچوں کے رونے کو ہی برداشت کرتے ہیں۔ مگر دوسرے کے بچے کی ضد انہیں طیش دلا دیتی ہے۔"
"ہاں ماما انکل تو بہت گندے ہیں انہوں نے مجھے مارا۔ چاکلیٹ بھی نہیں دلائی۔"
شہریار نے اسے مارا نہیں تھا مگر نبیلہ سارے راستے ہی سمجھاتی آئی تھیں۔ گھر جا کر کہنا انکل نے مجھے مارا ہے۔
انجی کے چہرے کا تاثر واضح طور پر بدلا۔ پھر وہ سنبھلی اور بولی۔
"آئیے اندر تو آئیں نا۔"
"کیا گڈو کے پاپا گھر پر ہیں؟" انہوں نے گاڑی دیکھ کر پوچھا۔
"جی ہاں سو رہے ہیں۔"
"چلو ٹھیک ہے میں پھر کبھی آؤں گی انجی! تم مجھے بہت اچھی لگی ہو۔ تمہارے بچے بھی بہت پیارے ہیں۔"
وہ واپس آئیں۔ شفق سونے کے لیے کمرے میں نہیں گئی تھی۔ وہیں بیٹھی تھی۔ وہ بھی اس کے برابر بیٹھ گئیں آہستہ آہستہ سب بتانے لگیں۔



اگلے روز جو شہریار گھر آیا۔ انجی کے دونوں بچے اس کے گھر پر تھے پتہ چلا انجی اور شفق بازار گئی ہیں۔ ممی رو رہی تھی بیٹا ٹی وی پر اپنے پسندیدہ کارٹون دیکھ کر شور کر رہا تھا۔ کارپٹ پر بسکٹوں کا چورا، کھلونے بکھرے تھے کشن، اخبار سب فرش پر تھے۔
گھر آتے ہی ماتھے پر بل پڑ گئے وہ بے حد نفیس طبیعت کا مالک تھا اور اتنے شور اور ابتری سے اسے سخت الجھن ہوتی تھی۔
"امی! یہ سب کیا ہے۔ کتنا گند ڈال دیا ہے اس نے۔"
"میں کس کس کو دیکھوں؟ یہ سب اس نے انجی کے سامنے ہی کیا ہے۔ وہ تو عادی ہے اس کی اس کے اپنے گھر کی حالت اس سے بھی ابتر ہوتی ہے۔ نہیں سمیٹا یہ سب اسے بس بازار جانے کی جلدی تھی۔"
"بچوں کو تو گھر چھوڑ آتی۔"
"وہ اس کی رشتے [illegible] وہ دوسرے عزیز کے ہاں گئی ہے۔ بچوں کو یہاں چھوڑ دیا۔"
"توبہ چھوٹا سا ہے اور گلے میں جیسے لاؤڈ اسپیکر نصب ہے۔"
اس نے دانت پیس کر بچی پر تبصرہ کیا اسی وقت بچے نے کسی ڈرامائی سین پر نعرہ بلند کیا اور ریموٹ اٹھا کر مارا۔
"او بے بدتمیز آرام سے۔" شہریار نے ریموٹ اٹھایا اور ٹی وی آف کر دیا۔
"انکل مجھے دیکھنا ہے۔" وہ عادت کے مطابق فرش پر لیٹ کر ہاتھ پیر پٹخنے لگا۔
نبیلہ کچن میں جا کر شفق کو فون کر چکی تھیں کہ وہ واپس آئیں۔ شہریار سے بچہ ریموٹ لینے کی کوشش میں تھا اور رو دے نہیں رہا تھا۔
"شہریار بیٹے! اب کمرے میں مت چل پڑنا۔"

السلام علیکم

ہمیں اپنے بلاگز (ویب سائیٹ) FAMOUS URDU NOVELS, BOOKS BANK

PRIME URDU NOVELS, FREE URDU DIGEST, READING CORNER

کے لئے ناول رائیٹرز کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہمارے بلاگز پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم،

آرٹیکل، شاعری پوسٹ کروانا چاہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ اپنی تحریر اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔

آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے انباکس میں رابطہ

کریں یا ای میل کریں یا ہمارے گروپ اور پیج پر رابطہ کر سکتے ہیں۔ یا واٹس ایپ پر بھی کانٹیکٹ کر سکتے ہیں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

آفت بچے مجھ سے نہیں سنبھالے جاتے کچھ مدد کرو۔"

"امی! میں ابھی تھکا ہوا آیا ہوں۔ میں کیا کروں؟" وہ جھلایا۔

"تم تو ان کے گھر جاتے رہتے ہو۔ تم سے تو کچھ مانوس ہوں گے۔"

"میں نے کبھی انہیں زیادہ لفٹ نہیں کرائی کالے کالے بچے مجھے اچھے نہیں لگتے۔"

"اچھا میرا خیال کر کے ہی بیٹھ جاؤ۔" وہ بددلی سے بیٹھ گیا پھر بولا۔

"کھانے میں کیا بنا ہے۔ میں چینج تو کر آؤں پھر کھانا کھاتے ہیں۔ یہ خر دماغ بھی شاید بہل جائے اور اس چڑیل کے منہ میں فیڈر ہی ڈال دیں۔"

"کھانا تو شفق بنا کر نہیں گئی۔ بس وہ ابھی کو جلدی تھی بولی۔ اگر ایک دن وقت پر کھانا نہیں ملے گا تو کیا ہو جائے گا۔ اصل میں اس کا میاں تو ہے نا بھلا مانس ...."

"اب کیا ہوا کھا اس شفق کو نہیں پتہ تھا میں آفس سے آنے والا ہوں۔"

"بس بیٹا! سنگت کا بہت اثر لیتی ہے۔"

"کسی اچھی بات کا بھی اثر لے لے۔"

"کون سی اچھی بات گھر آئے ہر مرد کے آگے پیچھے پھرنا اسے اس کی بیوی کے خلاف ورغلانا یا اپنے شوہر کی پروانہ کرنا۔ ہر کسی کے سامنے اس غریب کا مذاق اڑانا جو اس کے آرام کی خاطر محنت کرتا ہے۔"

ابھی باتیں ہو رہی تھیں کہ شفق کے زور زور سے بولنے کی آوازیں آنے لگیں۔ نبیلہ نے بچے کے ہاتھ میں پکڑا کھلونا کھینچ لیا۔ وہ پھر سے چلانے لگا۔ ساتھ ہی ڈر کر بچی بھی رونے لگی۔

"چپ کر جاؤ ورنہ اٹھا کر باہر پھینک دوں گا۔" وہ دھاڑا اور ابھی ٹھٹک گئی تھی پھر تیزی سے اندر کی جانب لپکی روتی ہوئی بچی کو سینے سے لگایا بیٹے کا ماتھا چوما۔

"جب سے آئے ہو شہریار بچوں پر ناک بھوں چڑھا رہے ہو۔ سچ ہے مرد پرائی اولاد برداشت نہیں کر سکتا۔"

"نن نہیں نہ یہ ضد ہی بہت کرتا ہے۔" وہ کچھ شرمندہ سا ہوا اور اٹھ کر چینج کرنے اپنے کمرے میں چلا گیا۔

یہ دونوں ابھی کو کھانے پر روکتی رہیں مگر وہ رکی نہیں بچوں کو لے کر واپس چلی گئی۔



تیسرے روز جب نبیلہ اس کے بیٹے کو لینے جا رہی تھیں تو شفق نے کہا تھا۔ "وہ ناراض ہو کر گئی ہے اب نہیں بھیجے گی۔"

"ٹرائی کرنے میں کیا حرج ہے؟" وہ چلی آئیں۔

ابھی واش روم میں گر گئی تھی ٹخنے پر بہت چوٹ آئی تھی۔ اس سے تو پیروں پر کھڑا بھی نہیں ہوا جا رہا تھا۔

"تمہاری نند کو بھی ان ہی دنوں میں جانا تھا۔" وہ بڑبڑائیں۔

"بس آنٹی سب مطلب پرست ہیں۔" وہ کراہی۔

"تم اٹھو چلو میرے ساتھ جب تک ٹھیک نہیں ہو جاتیں۔ میرے گھر رہو۔"

"[illegible]"

"کوئی اگر مگر نہیں بس چلو۔" وہ تینوں کو زبردستی لے آئیں۔ ابھی ملگجی لباس میں اور بغیر میک اپ کے تھی۔ نبیلہ نے الماری سے اس کے دو بے حد عام سے جوڑے اٹھائے تھے۔

میک اپ کے بغیر اس کا سانولا رنگ بہت گہرا سانولا لگ رہا تھا۔ مسکارے اور آئی پنسل کے استعمال کے بغیر آنکھیں بھی گہرے ساگر نہیں دکھ رہی تھیں جامنی ہونٹ اور بھی برا تاثر چھوڑ رہے تھے۔ وہ تکلیف میں تھی۔ یہاں آ کر نبیلہ نے اسے اپنے بیڈ روم میں لٹایا۔

میک اپ کے بغیر وہ کیسی لگتی ہے۔ وہ خود بھی جانتی تھی۔ خیال تھا شہریار کی آمد سے پہلے وہ میک اپ کر لے گی اس کی پیکنگ تو نبیلہ آنٹی نے کی تھی وہ ایسا کچھ بھی نہیں لائی تھیں ہیں شفق سے لے لوں گی مگر شفق پتہ نہیں کہاں مصروف تھی۔

شہریار کی گاڑی کی آواز اس نے سن لی تھی اور وہ بڑی بے چینی محسوس کر رہی تھی عام سے کاٹن کے کپڑے، الجھے بکھرے بال، بے رونق چہرے، اُف یہ شفق کہاں مر گئی ہے۔ اسے بے تحاشا غصہ آیا اسی وقت اس کے بیٹے کے زور زور سے رونے کی آوازیں آنے لگیں۔

"امی! امی!!" شہریار چلا رہا تھا آپ آج پھر اس مصیبت کو اٹھا لائی ہیں۔ "پتہ نہیں اس کالے کلوٹے میں آپ کو کیا کشش محسوس ہوتی ہے چپ کر جا منحوس۔" اب وہ بچے سے مخاطب تھا۔

"کیا نہیں اس کی بہن بھی آئی ہے۔ تمہارے بیڈ پر سو رہی ہے" جمیلہ نے ہنس کر کہا تھا۔

"میرے بیڈ پر کیوں، میں نے شفق سے پہلے بھی کہا تھا اسے میرے کمرے میں مت ڈالا کرے عجیب سی اسمیل آتی ہے اس سے۔"

"میرا خیال ہے انجی بچوں کو کم کم ہی نہلاتی ہے شاید اس لیے۔" اس خیال کا اظہار جمیلہ نے کیا پھر اس [illegible]

"[illegible] میگزین چاہیے۔" بچہ اپنے نام کا ایک تھا۔ اندر انجی غصے میں بل کھا رہی تھی۔

"میرے بچوں کے لیے اتنی نفرت ہے شہریار کے دل میں۔ کیسے کیسے نام دیتا ہے انہیں اور میری پہلی محبت اپنے بچے ہیں۔ بہت پیار کرتی ہوں میں اپنے بچوں سے۔" تیز تنفس کے ساتھ سیل اٹھایا اور میاں کو کال کرنے لگی شہریار کے گھر کا ایڈریس بتا کر جلد آنے کو کہا تھا۔

باہر اس کا بیٹا اب بھی رو رہا تھا۔ شفق نے شاید اسے پانی کا گلاس لا کر دیا تھا۔

"نہیں پیوں گا نہیں پیوں گا۔"

"مت پیؤ مرو ہماری طرف سے۔ خبردار اب آواز نکالی اور شفق پلیز! اس آفت کو وہاں سے اٹھاؤ۔ دیکھو آرام سے اٹھانا۔ جاگ گئی تو گھر سر پر اٹھا لے گی، آج میری طبیعت ٹھیک نہیں فلو ہو رہا ہے میں بس ایک کپ چائے لے کر سونا چاہتا ہوں۔"

وہ اپنے کمرے کی طرف بڑھا تھا اسی وقت لنگڑاتے ہوئے انجی لاؤنج میں آئی تھی۔

"ارے یہ انجی ہے یا اس کا بھوت۔" وہ ٹھٹکا۔

"بیٹا ادھر تو میرے پاس۔ فون کیا ہے میں نے تمہارے پپا کو۔ ابھی آ رہے ہیں پھر ہم اپنے گھر چلیں گے راستے میں تم جو کہو گے۔ تمہارے پپا تمہیں دلائیں گے۔"

وہ شہریار کی طرف دیکھے بغیر بہت سپاٹ انداز میں شاید اسے ہی سنانے کو بچے سے کہہ رہی تھی۔

"انجی تم بھی آئی ہو نہیں سمجھا بچے ہی ہیں اور یہ تمہیں ہوا کیا طبیعت تو ٹھیک ہے تمہاری؟" آنٹی نے جیسے اس کی بات سنی ہی نہیں شفق سے بولی۔

"بی کو مجھے دو اور آنٹی کے کمرے میں رکھا میرا بیگ بھی لے آنا۔ ان کے پپا آتے ہی ہوں گے۔"

"انجی تم لوگ کھانا کھا کر جانا۔"

"نہیں آنٹی! شکریہ۔ اس کے پپا نے کہا ہے میں نے وہ بازار سے لیتے آئیں گے پھر ہم نے اپنے بیٹے کو اس کی پسند کے کھلونے بھی دلوانے ہیں۔"

"اچھا تو بچوں سے پیار کرتا ہے تمہارا میاں چلو یہ بھی غنیمت ہے۔ میں سمجھی جیسے تم پر توجہ نہیں دیتا ایسے ہی شاید بچوں کو بھی اگنور کرتا ہے۔"

"نہیں نہیں آنٹی! اپنے بچوں میں تو جان ہے ان کی کوئی ان کے سامنے ان کے بچوں کو کچھ کہہ کر تو دیکھے اور میرا بھی بہت خیال رکھتے ہیں۔ اب تو میں نے بھی سوچ لیا ہے۔ انہیں بھی شکایت کا موقع نہیں دوں گی بس میں میرے بچے اور ہمارے سر کا سائبان اظہر۔" یقیناً اس نے یہ سب شہریار کو سنایا تھا۔

کچھ ہی دیر کے بعد اظہر آ گیا شہریار نے آج پہلی بار اسے دیکھا۔ اچھا خاصا معقول شخص تھا کم از کم اس سے تو بالکل مختلف جو کچھ انجی بتاتی رہی تھی آتے ہی بچی کو پیار کیا پھر بیٹے کو گود میں لے لیا۔

"چلیے گھر چلتے ہیں۔" انجی اس کے بے حد قریب کھڑی تھی اور یہ عام سی بات بھی بڑے خاص انداز میں شاید شہریار کو کچھ جتانے کے لیے کہہ رہی تھی۔

"کھانا کھا کر جاتے آپ لوگ۔" نبیلہ نے کہا مگر انجی کسی طور تیار نہیں تھی۔

"لو اٹھتے بیٹھتے ماں شوہر کے لیے یہ عورت کیسے کیسے الفاظ استعمال کرتی رہتی ہے۔" نبیلہ نے ان کے جانے کے بعد کہا تھا۔

"جی آنٹی! انجی کو ہمدردی سمیٹنے کی ہمیشہ سے عادت ہے۔" آج شفق بھی چپ نہیں رہ سکی تھی۔

"گھر میں کیسا سکون ہو گیا ہے' بچے تو گھر کی رونق ہوا کرتے ہیں مگر اس کے بچے تو آفت ہیں۔" یہ نبیلہ تھیں۔

شہریار نے شفق سے دوا کے لیے کہا اور پھر سے کمرے میں چلا گیا۔

☼ ☼ ☼

شہریار کو فلو ہوا پھر بخار نے آ لیا تین دن تک وہ آفس نہیں جا سکا اور ان تین دنوں میں ان دونوں نے اسے کمرے میں اکیلا نہیں چھوڑا۔ ایک کام کے لیے اٹھتی تو دوسری آ بیٹھتی۔ وہ اسے انجی کو کال کرنے کا موقع نہیں دینا چاہتی تھیں اور شہریار ایسے کسی موقع کی تلاش میں تھا بھی نہیں۔ ان تین دنوں میں صرف پہلے روز ہی اس نے انجی کے بارے میں سوچا تھا۔ "کیا میں بچوں سمیت اسے قبول کر سکتا تھا؟ یہ میں کس طلسم میں گرفتار ہو رہا تھا۔ میں جو ہمیشہ خود کو بہت سمجھدار سمجھتا رہا' مجھے کیا ہو رہا تھا؟" وہ خود پر حیران تھا اور بس۔

تیسرے دن وہ آفس گیا اور وقت پر واپس آیا۔ شام میں ان دونوں سے کہیں باہر لنچ کے لیے کہہ رہا تھا اور انہوں نے انکار نہیں کیا۔

بہت دن گزر گئے۔ انجی کا فون بھی نہیں آیا اور شفق خود سے کال کرتی۔ اب تو یہ سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

اور جس روز ڈاکٹر نے شفق کو امید سے ہونے کی خوش خبری دی تھی۔ وہ بے اختیار رو پڑی تھی۔

"شفق! کیا ہوا بھئی کیا تم خوشی سے رو رہی ہو؟"

"نہیں آنٹی! میں شہریار کے بارے میں سوچ رہی تھی اگر آپ نہ آتیں اور یہ مسئلہ حل نہ کرتیں تو آج یہ خبیث۔۔ عورت کتنی بے اماں ہے۔"

وہ جواب میں کچھ نہیں کہہ سکیں بس اس کا سر سینے سے لگا کر تھپکنے لگیں۔ پھر اسے خود سے الگ کیا اور بولیں۔

"بیٹا حدیث ہے" عورت اپنے مرد کے سامنے دوسری عورت کی تعریف نہ کرے" مگر دوسری بہت سی باتوں کی طرح ہم نے کبھی اس بات پر بھی غور نہیں کیا۔ اس کی حکمت سے ناواقف ہی رہے۔ میں مانتی ہوں بہت زیادہ قصور شہریار کا ہے مگر کیا کریں بیٹا کہ یہ معاشرہ مرد کا معاشرہ ہے عورت کو پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہے ورنہ آنسو اور پچھتاوے ہی رہ جاتے ہیں۔"



جب ان کے ہاں پہلی بیٹی ہوئی تو شہریار نے بہت چہکتی ہوئی آواز میں [illegible] کیسی ہے؟" [illegible] اشتیاق کے ساتھ پوچھا تھا۔

"بہت پیاری بالکل شفق جیسی۔" اور جہاں ماں مطمئن ہوئی تو وہیں ایک آسودہ سی مسکراہٹ شفق کے ہونٹوں پر بھی سج گئی۔

تقریباً" ڈیڑھ سال بعد ہی وہ پوتی کو دیکھنے پاکستان آ گئی تھیں۔ وہ گاڑی میں ہی انہیں بتا رہا تھا۔

"بہت ہنس مکھ بچی ہے اور تیز دار بھی۔"

"اچھا! امی کے بچوں کی طرح گلا پھاڑ پھاڑ کے تو نہیں روتی؟" وہ پوچھ رہی تھیں۔

"نہیں نہیں امی! وہ میری اور شفق کی بیٹی ہے بھلا ایسی کیسے ہو سکتی ہے؟"

"چلو شکر ہے تمہیں ہیرے کی قدر تو ہوئی۔"

"کیا مطلب امی؟" اس نے ان کی جانب دیکھا اور جواب مل گیا۔

"میں بھٹک گیا تھا امی اور مجھے آج تک حیرت ہے کیا تھا اس عام سی عورت میں؟"

"بیٹا! میں نے آج تمہیں اس لیے یہ یاد دلایا ہے کہ اب تم بھی ایک بچی کے باپ ہو۔"

"امی! میں یہ غلطی کبھی دہرانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتا۔ شکر ہے کہ شفق اس بات سے ناواقف ہے۔" وہ کہتے کہتے رک گئیں۔

وہ بات جو دو سال سے شہریار پر ظاہر نہیں کی گئی جسے شفق چپکے سے برداشت کر گئی ہے۔ کیا شہریار کو بتا دوں۔

انہوں نے کچھ دیر سوچا پھر فیصلہ کیا نہیں شہریار کو بتا دیا تو پھر وہ اپنی محبتوں کے اظہار میں جھجک کا شکار ہو جائے گا اسے اسی غلط فہمی میں رہنے دو کہ شفق کچھ نہیں جانتی۔ وہ تمہاری بے وفائی سے ناواقف ہے۔ اسی میں شفق کی بھلائی ہے۔ گھر قریب آ چلا تھا۔

"امی! شفق نے گھر کو بالکل بدل کر رکھ دیا ہے۔ تمام فرنیچر نیا ڈلوایا ہے۔ بہت اچھا لگ رہا ہے۔ آپ دیکھیں گی تو خوش ہو جائیں گی۔"

انہیں وہ شفق یاد آ گئی تھی جس کی دنیا بس لٹنے کو ہی تھی اور شوہر مل جانے کے بعد بھی وہ اس کی واپسی پر بے یقین تھی۔

